چوز ہرا باش از مخلوق روپوش
کہ در آغوش شبیرّ بینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجاب عزت یا ذلت؟

تالیف

مولانا سید محمد احسن میاں نوری

بانی و سربراہِ اعلیٰ

جامعہ فاطمہ شاہجہانپور

فاسئلوھن من وراء حجاب (القرآن)

حجاب

عزت یا ذلت؟

مؤلف

مفکر اسلام حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ مدظلہ

سرپرست جامعہ فاطمہ و فاطمہ شریعت کالج شاہ جہان پور

ناشر

جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہ جہان پور یوپی

Mobile:- 8299373718 , 9335292933

نام کتاب : حجاب عزت یا ذلت؟

تالیف : مفکر اسلام حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ

پروف ریڈنگ : سید محمد آلِ مصطفیٰ ''احسنؔ''

بموقعہ : عرسِ نوری رضوی

سن اشاعت : ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۰۹ء

تعداد : دس ہزار (۱۰۰۰۰)

زیر اہتمام : جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہجہان پور (یوپی)

●●●

ملنے کے پتے:

جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہ جہان پور

فاطمہ گرلس انٹر کالج چمکنی شاہجہان پور

فاطمہ لیان سینئر سیکینڈری اسکول نریاول بریلی شریف

فاطمہ کڈز اکیڈمی آکاش پورم وِستار بریلی شریف

فہرس تعارف مصنف

فهرس الکتاب

ذلك فضلُ الله

تعارف مصنف

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق گھسا تب نگیں ہوا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اس خاکدان گیتی پر اتارنے کے بعد اس کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی دعوت توحید وتبلیغِ دین تھا۔ امم سابقہ میں دعوت وتبلیغ کا فریضہ اس امت کے نبی وپیغمبر علیہ السلام کے ذمہ ہوتا تھا۔ لیکن جب محبوب خدا خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت وجلوہ گری ہوئی، اور بزبان قرآن {وَلٰكِنۡ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ} اور بزبان صاحب قرآن {لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ} باب نبوت ورسالت پر مہر ختم ثَبت ہوئی، تو مالک ومختار آقا دوجہاں کے داتا حبیب خدا ﷺ نے (اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ) کا خطاب نایاب ولاجواب عطا فرما کر اس امت کی رہنمائی اور انہیں دعوت تبلیغ کی ذمہ داری علماء کے حوالے کردی۔ اور علماء ربانیین ومخلصین نے بھی اس قدر جانفشانی اور لگن کے ساتھ اس امت کی رہنمائی کی، کہ اس خطاب کا حق ادا کردیا۔ اس کے لئے انہوں نے نہ جانے کتنی اذیتیں تکلیفیں، کیسی کیسی کلفتیں مشقتیں اور طرح طرح کی سزائیں بلائیں برداشت کیں۔

لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔ اسی طرح سے یہ علماء ۱۴۰۰/ سال سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے ملنے والی ذمہ داری کو نبھار ہے ہیں۔

دعوت توحید وتبلیغ دین کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ کسی نے تصنیف وتالیف کے ذریعہ تبلیغ کی، کسی نے تقریر وخطاب کو اپنا طریق تبلیغ بنایا۔ تو کوئی مسند درس و تدریس سے تبلیغ کے فرائض کی انجام دہی کر رہا ہے، تو کوئی مسند رشد و ہدایت سے دعوت توحید کی ذمہ داری نبھار ہا ہے۔ تو کوئی مدارس و جامعات قائم کر کے اس ذمہ داری کو ادا کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں۔ ہر زمانے میں علماء ربانیین نے ان طرق مختلفہ کو اپنا کر دعوت وتبلیغ کی، کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

انہیں علمائے عظام میں سے ایک شخصیت کا نام ہے: مفکر اسلام، حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ۔ آپ کی ۳۵/ سالہ شبانہ روز کی گئیں خدماتِ مذہب وملت کے آئینے میں مفکر اسلام آپ کو اوپر ذکر کردہ میری بات کا پیکر نظر آئیں گے۔ آپ بیک وقت مصنف بھی ہیں مقرر بھی ہیں، مدرس بھی ہیں مرشد برحق بھی ہیں۔ اور آپ کے زیر نگرانی نبوی ودینی تعلیم کے ۳/ مدارس اسلامیہ اور ۳/ عصری ودنیوی تعلیم کے اسکول وکالج کامیابی کے ساتھ ترقی کی جانب رواں ہیں۔

نام، پیدائش اور خاندان

آپ کا پیدائشی نام محمد اور عرفی نام سید محمد احسن، والد کا نام سید محمد ادریس اور دادا کا نام سید محمد رونق حسین ہے۔ آپ کی پیدائش ضلع قنوج (قدیم ضلع فرخ آباد)

کی تحصیل چھبرامئو کی ایک بستی کبیر پور میں قدیم جاگیردار نقوی سادات کے اباً وجداً خالص وصحیح العقیدہ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم سنی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے مورث اعلیٰ دعوت وتبلیغ کے لئے کسی زمانے میں خراسان سے آئے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کو اپنا مرکز ومسکن بنایا تھا۔ سر پہ سایۂ پدری نہ ہونے کی بناء پر آپ کی تاریخ وسن پیدائش محفوظ نہ رہ سکی۔ ایک اندازہ کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۹۶۰ء کے بعد ہوئی۔ پیدائش کے ایک ڈیڑھ سال بعد ہی آپ کے والد محترم ایک حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس کے بعد مشفقہ ومہربان والدہ نے آپ کی پرورش کی۔

پیدائش سے پہلے بستی کے حالات

حضرت مفکر اسلام کی بستی کبیر پور میں سنیت کے ساتھ ساتھ شیعیت بھی پائی جاتی ہے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے بستی کے سنیوں اور شیعوں میں کوئی خط امتیاز نہ تھا۔ شادی بیاہ اور میلاد، نیاز وفاتحہ اور محرم الحرام کی مجالس میں ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا اور شریک ہونا سب کچھ ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بستی میں کوئی دردمند اور مخلص عالم نہ تھا۔ لیکن پھر بستی والوں پر اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہوا اور حضرت مفسر قرآن کو پیدا فرمادیا۔ کرم بالائے کرم یہ ہوا کہ حضرت مفکر اسلام اور بستی کے چند حضرات کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مصطفی رضا خان مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے دامن اردات وعقیدت سے وابستہ کر دیا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی تعلیمات سے وابستہ ہونے کے بعد آپ کے خاندان کے

اکثر لوگوں نے شیعوں سے مقاطعہ کرلیا۔ یعنی ان میں شادی بیاہ اور مجالس میں آنا جانا سب ختم ہوگیا۔ حالانکہ آج بھی شیعوں میں آپ کے قدیم رشتے پائے جاتے ہیں۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ حضرت مفکر اسلام اور آپ کے خاندان کا اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کی برکت سے ان سے کوئی ربط وضبط نہیں۔ پہلے شیعہ سنی کی مساجد بھی ایک ہی تھیں، لیکن آج الحمد للہ شیعہ سنی مساجد علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور کوئی شیعہ، سنی مسجد میں نہیں آسکتا۔

تحصیل علم

آپ کی تعلیم کا سلسلہ کافی بڑی عمر میں شروع ہوا۔ ناظرۂ قرآن مجید گاؤں میں ہی جناب سید ایوب صاحب غفر اللہ لہ اور حضرت مولانا محمد مسلم صاحب کے پاس کیا۔ اور تقریباً سترہ سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ نے رخت سفر باندھا۔ اور مختلف ماہرفن، مخلص ومشفق اور مہربان وپیکر علم وفضل اساتذہ کی بارگاہوں میں زانوئے تلمذ تہ کیا۔ اور مشفق ومہربان اساتذہ کی عنایات ونوازشات اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور لیاقتوں سے ۱۰؍ سالہ درسِ نظامی کورس صرف ساڑھے چار سال کی قلیل مدت میں مکمل کرکے مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی منتہی کتب (منقولات میں بخاری ومسلم اور بیضاوی، معقولات میں حمد اللہ، قاضی مبارک اور میر زاہد وغیرہ) پڑھ کر صرف ۲۱؍ سال کی چھوٹی سی عمر میں یادگار رضا جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے ۱۷؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۰؍ فروری ۱۹۸۴ء کو علماء ومشائخ کے ہاتھوں سند ودستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اساتذہ

آپ نے اپنے دورِ طالب علمی میں مختلف اساتذہ سے کسبِ فیض واخذ علم کیا۔سب کا احاطہ تومشکل ہے، چند حضرات کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد حسین صاحب قبلہ سنبھلی رحمہ اللہ الجلیل القوی

(۲) حضرت علامہ مولانا محمد مناظر حسین صاحب قبلہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحفیظ صاحب قبلہ ابن حضرت علامہ عبد العزیز صاحب خلیفۂ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۴) حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم صاحب بدایونی

(۵) استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا انوار عالم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ بہار

(۶) خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند وتلمیذ مفسر اعظم علیہما الرحمۃ، ابوالمعارف حضرت علامہ سید محمد عارف صاحب قبلہ بہرائچی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف

(۷) عمدۃ الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعۃ الرضا

(۸) شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ بریلی شریف

(۹) خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، وتلمیذ صدر العلماء میرٹھی علیہما الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ صاحب قبلہ بلرامپوری

(۱۰) عالم معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ صاحب قبلہ سابق صدر

المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

(۱۱) شیخ العلما حضرت علامہ مولانا عبد الخالق صاحب قبلہ

(۱۲) حضرت مولانا مسلم صاحب قبلہ بہار

بیعت وارادت

آپ دورِ طالبِ علمی ہی میں اپنے وقت کی عظیم ترین شخصیت **شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت، علامہ محمد مصطفی رضا خان، مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہما** کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

خلافت واجازت

آپ کو ان بزرگوں سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔

(۱) مرشدِ برحق حضرت علامہ سید آلِ محمد عرف ستھرے میاں صاحب قبلہ بلگرامی

(۲) اعظم العلما شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی جہانگیر صاحب قبلہ

(وصال: ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء)

(۳) قاضیٔ ملت، فقیہ اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب قبلہ

(۴) تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری میاں صاحب قبلہ

(وصال: ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء)

حج وزیارت

اللہ رب العزت نے آپ کو دومرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت عطافرمائی۔ پہلی مرتبہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں نیوریاحسین پور سے اور دوسری مرتبہ ۲۰۰۴ء میں شاہجہان پور سے کیا۔ اور متعدد مرتبہ عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

عقد نکاح

حضرت مفکر اسلام کا عقد مسنون وطن مالوف کبیر پور ہی میں نقوی سادات گھرانے کی نہایت شریف، نیک، صالح اور عفیفہ خاتون سے ربیع الاول ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء میں ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا ہے۔

درس وتدریس

آپ کے تدریسی سفر کا آغاز تو دوران طالب علمی (۱۹۸۲ء) میں ہی ہو چکا تھا۔ آپ کے مشفق وقدردان اساتذہ نے پڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو پڑھانے کی ذمہ داری بھی سونپ رکھی تھی۔ لیکن باقاعدہ ومکمل تدریس کا آغاز فراغت کے بعد ہوا، جب آپ ۱۹۸۴ء میں نیوریاحسین پور ضلع پیلی بھیت کے (مدرسے) دارالعلوم غوثیہ میں آئے۔ اور آپ نے درسِ نظامی کی منتہی کتابوں کا درس دینا شروع کیا۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد وکلام، معانی وبیان اور منطق وغیرہ کا درس دیتے۔ آپ کی آمد کے بعد چند ہی سال میں ادارہ کا تعلیمی معیار اتنا بلند اور اعلیٰ ہوگیا، کہ دیکھتے دیکھتے ملک کے طول وعرض میں اس کی شہرت پھیل گئی۔ اور

دوردراز علاقوں سے طالبین علوم نبویہ شوق حصول علم میں کھنچ کھنچ کر آنے لگے۔ صرف عوام ہی نہیں، بلکہ بڑے بڑے علماء ومشائخ حتیٰ کہ بعض بڑی خانقاہوں کے سجادگان نے بھی اپنے بچوں کو آپ کی بارگاہ میں بھیجا۔

آپ کے استاذ گرامی وقار حضرت علامہ سید محمد عارف میاں صاحب قبلہ آپ کی تدریسی صلاحیتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ صاحب فیض ہیں۔ آپ کے تلامذہ دارالعلوم منظر اسلام میں جب درجۂ حدیث میں آتے ہیں، تو ان کی اچھی صلاحیتوں سے سید صاحب کی تدریسی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔'' (تقریظ بر ''ماہِ بہاراں'')

آپ کی درس گاہ کے فیض یافتگان اور تلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے، جن میں مفسر بھی ہیں محدث بھی، مفتی بھی ہیں متکلم بھی، مصنف بھی ہیں محقق بھی۔ جو ملک کے مختلف حصوں میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت مفکر اسلام کے درس وتدریس کا سلسلہ- جو ۱۹۸۲ء میں شروع ہوا تھا- اداروں کی سرپرستی، دعوتی وتبلیغی دوروں اور تصنیف وتالیف کی بیشمار مصروفیات کے باوجود آج تک جاری ہے۔ آپ نے ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۸ء کے درمیان تقریباً ۱۵/سال تک دار العلوم غوثیہ نیوریا میں اپنی خدمات وذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ ۱۹۹۸ء میں آپ حضرت مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کے خواب کو جامۂ تعبیر پہنانے کے لئے اور اس علاقہ کی دینی ومذہبی ضرورت کے تحت شاہجہان پور تشریف لے آئے۔

ورود شاہجہان پور

آپ چونکہ ایک کہنہ مشق وماہر مدرس ومعلم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بے باک، حق گواور خوش بیان خطیب وواعظ بھی ہیں۔ اسی لئے آپ کے تقریری وتبلیغی دورے بھی ہوتے تھے۔ اسی درمیان آپ نے شاہجہان، پور لکھیم پور واطراف کے دورے بھی کئے۔ تب آپ نے محسوس کیا کہ اس علاقے میں دینی ومسلکی کام کر نے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہاں نہ تو اہل سنت کا کوئی ادارہ تھا نہ کوئی تنظیم، جس سے کہ مسلک ودین کا کام ہوتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت مفکر اسلام دَامَ ظِلُّہٗ عَلَیْنَا نے ۱۹۹۷-۹۸ء میں ''جماعت مصطفی'' نامی تنظیم تشکیل دی۔ اور کچھ مخلصین کے تعاون سے یکم اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ایک مرغی خانے کا سودا کیا۔ پھر آپ نے ۱۵ سالہ شبانہ روز خونِ جگر سے سینچے ہوئے لہلہاتے چمن کو دارالعلوم غوثیہ کی شکل میں اپنے تلامذہ کے سپرد کر کے نیوریا حسین پور کو خیر آباد کہہ دیا۔ اوراس خطے کی دینی ضرورت کی پکار پر لبیک کہہ کر ۱۰/فروری ۱۹۹۹ء کو ۵۷/بیرونی طلبا کے ساتھ ایک مرغی خانہ میں ''جامعہ فاطمہ'' کی شکل میں علم وادب کا باغ لگایا۔ اوراس طرح حضرت مفکر اسلام کے ذریعہ شاہجہان پور واطراف میں کئے گئے یہی تقریری و تبلیغی دورے شاہجہان پور میں جامعہ فاطمہ کے قیام کا اصل سبب ومحرک بن گئے۔

دینی، ملی اور قومی خدمات

(۱) جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہ جہان پور

حضرت مفکر اسلام کے ذریعہ شاہ جہان پور میں قائم ہونے والا پہلا ادارہ جس کا آغاز ۱۰/فروری ۱۹۹۹ء میں ایک مرغی خانہ سے کیا گیا۔ پھر مرغی خانہ سے

متصل ایک قطعۂ اراضی خرید کر ۲۳؍مئی ۱۹۹۹ء کو جامعہ کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جو ۲۲؍اکتوبر ۱۹۹۹ء تک ۵؍ماہ کے قلیل عرصے میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔ صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی زبان فیض ترجمان سے دروس نظامیہ کا آغاز ہوا۔ جامعہ میں درس نظامی اور حفظ وقرات کی مکمل تعلیم کا انتظام ہے۔ اب تک جامعہ سے سیکڑوں فضلا، علما، قرا اور حفاظ فراغت حاصل کر چکے ہیں اور ملک وملت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اس ادارہ میں طلبہ سے قیام و طعام اور تعلیم وغیرہ کی کوئی فیس نہیں لی جاتی ہے۔ اس کے اخراجات زکوٰۃ وصدقات وعطیات سے پورے ہو رہے ہیں۔ جامعہ فاطمہ عربی فارسی مدرسہ بورڈ سے منظور ہے اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ملحق۔

(۲) فاطمہ شریعت کالج شاہجہان پور (نسواں)

جب دہلی سے لکھنؤ تک اہل سنت و جماعت کا قوم کی بچیوں کی دینی وعصری مخلوط تعلیم کا کوئی ادارہ نہیں تھا، جہاں قوم کی بچیاں اپنی دینی تعلیمی پیاس بجھا سکیں۔ تو اس خلا کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مفکر اسلام نے ۲۰۰۳ء میں محلہ چمکنی شاہجہاں پور میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک ادارہ بنام **فاطمہ شریعت کالج** قائم فرمایا۔ لڑکیوں کی دینی تعلیم کا واحد ادارہ ہونے کی وجہ سے دن بدن لڑکیوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، جس کی وجہ سے یہ بلڈنگ لڑکیوں کے ہاسٹل کے لئے ناکافی ثابت ہونے لگی۔ ادھر اسی بلڈنگ میں فاطمہ گرلس انٹر کالج بھی چل رہا تھا، بچوں کی بڑھتی تعداد کی وجہ سے اس میں بھی جگہ کم پڑ رہی تھی۔ اس لیے چند سال بعد فاطمہ شریعت کالج چمکنی سے جلال نگر منتقل ہوگیا۔ الحمد للہ آج شریعت کالج میں

ملک کے مختلف صوبہ جات کی تقریبا آٹھ سو (۸۰۰) بچیاں زیرِ تعلیم ہیں، جن میں سے سات سو(۷۰۰) بچیاں دارالاقامہ میں رہتی ہیں۔ادارہ نہایت مناسب فیس پر طالبات کو بہتر سے بہتر سہولیات، عمدہ طعام اوراعلیٰ معیاری تعلیم دینے میں میں مصروف ہے۔جس کے نتیجے میں سیکڑوں طالبات عالمہ، فاضلہ، قاریہ اور مُبَلِّغَہْ بن کر خدمت ملک وملت میں مصروف عمل ہیں۔ادارہ میں بہت سی یتیم و غریب بچیاں ہیں جن کے قیام وطعام اور تعلیم وغیرہ کا کوئی خرچ نہیں لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مقامی طالبات بھی بغیر کسی فیس کے تعلیم پارہی ہیں۔شریعت کالج کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں چندہ نہیں کیا جاتا ہے۔

(۳)فاطمہ گرلس انٹر کالج (انگلش میڈیم)

آج کی اس سائنسی و مادی ترقی یافتہ دنیا میں ہر کوئی سائنسی وعصری علوم کے پیچھے بھاگا چلا جارہا ہے، نہ اسے اپنے دین وایمان کی فکر ہے نہ اپنے بچوں کے دین وایمان کی۔ ہر کوئی اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم سے آراستہ کرنا چاہتا ہے، خواہ اس کے لیے اسے اپنے بچوں کو خالص غیر اسلامی وغیر دینی تہذیب وکلچر کا دیوانہ بنا کر دوزخ کا ایندھن ہی کیوں نہ بنانا پڑے۔ اس صورتحال کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مفکر اسلام دام ظلہ کا دردمند اور حساس دل بے چین ہوگیا اور آپ نے ایک ایسا ادارہ قائم کرنے کا ارادہ فرمالیا جہاں قوم کے نونہال تحفظ دین اور ضروریات دین کی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم حاصل کریں۔جس کے لئے آپ نے قلبِ شہر محلہ چمکنی میں فاطمہ پبلک اسکول (انگلش میڈیم) قائم فرمایا، جو آج برسوں سے انٹر کالج کی شکل میں ۱۲۰۰ر سے زائد بچوں کو عصری ودینی تعلیم کی دولت بانٹ رہا

ہے، جن میں ۱۷۵ر بچے بچیاں مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ الحمدللہ یہ کالج ضلع میں سائنس سائڈ سے مسلم گرلس کا واحد ادارہ ہے۔ اس میں درجہ ۶ تک طالبات کے ساتھ طلبا بھی شامل ہیں درجہ ۷ سے صرف طالبات۔

(۴) فاطمہ ہائی اسکول (ہندی میڈیم)

قوم کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اپنے محدود و قلیل ذرائع آمدنی کی وجہ سے اپنے بچوں کو اچھے اور انگلش میڈیم اسکولوں میں نہیں داخل کرا پاتا ہے، جس کے سبب وہ بچے علم کی دولت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایسے ہی غریب بچوں کے لئے حضرت مفکر اسلام نے یوپی بورڈ سے منظور شدہ فاطمہ ہائی اسکول کے نام سے ایک ہندی میڈیم اسکول قائم کیا، جس میں طلبا طالبات سے ۳۰-۲۰ روپے فیس لی جاتی تھی۔ اس وقت بوجوہ اس اسکول سے مدرسے کے طلبہ ہی ہائی اسکول کرتے ہیں۔

(۵) فاطمہ شریعت کالج نزیاول بریلی شریف

مرکز اہلسنت بریلی شریف میں یوں تو بہت سارے اسکول و کالجیز اور مدارس تھے، لیکن لڑکیوں کی دینی تعلیم اور دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کا کوئی ادارہ نہ تھا، جس کے پیش نظر حضرت مفکر اسلام نے ۲۰۰۹ء میں بریلی شریف میں ۳۵ر بیگھہ زمین خریدی اور اس میں فاطمہ شریعت کالج کے نام سے لڑکیوں کی دینی تعلیم کا ادارہ قائم فرمایا۔ جس میں آج ۳۰۵ر بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ ان میں سے ۱۳۵ر بچیاں فری تعلیم پا رہی ہیں۔ اس ادارہ میں بھی کسی طرح کا کوئی چندہ نہیں کیا جاتا۔

(۶) فاطمہ لیان (C.B.S.E.) سینیر سیکینڈری اسکول بریلی شریف

حضرت مفکر اسلام نے فاطمہ شریعت کالج کے ساتھ دینی وعصری تعلیم کے

سنگم فاطمہ لیان کا بھی آغاز کر دیا۔ فاطمہ لیان بریلی منڈل میں مسلم کمیونٹی کا (C.B.S.E.) سے ملحق سینیر سیکینڈری معیار کا واحد ادارہ ہے۔جس میں اس وقت ۱۱۵۲ر طلبا و طالبات قرآن کریم و دینیات کے ساتھ علوم عصریہ حاصل کر رہے ہیں۔اس ادارہ میں بھی ۱۵۰ر بچے بچیاں فری تعلیم پا رہے ہیں۔

اس طرح کل ملا کر تمام اداروں میں تقریباً ۳۶۵۰ر طلبا وطالبات اپنے دین وایمان کی حفاظت اور علم دین کے ساتھ علومِ عصریہ حاصل کر رہے ہیں۔جن کی تعلیم وتربیت اورنگرانی کے لیے تقریباً دوسوافراد مقرر ہیں۔

(۷)فاطمہ کڈز اکیڈمی (کنٹر گارڈین) آکاش پورم بریلی شریف:

قوم وملت کے ننھے منے بچوں کے لئے ابتدائی دینی وعصری تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے ۲۰۲۱ء میں حضرت مفکر اسلام نے یہ اکیڈمی قائم کی۔

ان کے علاوہ بدایوں، پیلی بھیت، قنوج اور دیگر مقامات پر کئی مدارس و مکاتب آپ کی سرپرستی میں خدمتِ دین انجام دے رہے ہیں۔

خصوصیات

حضرت مفکر اسلام کے زیر سرپرستی چل رہے اداروں کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ مفت یا قلیل فیس ہونے کی وجہ سے ۳۶۵۰ بچوں میں تقریباً ۹۰ر فیصد وہ بچے ہیں،جن کی پہلی ہی نسل اسکول یا مدرسے میں پڑھنے آئی ہے۔

دونوں انگلش میڈیم کالجوں (فاطمہ گرلس اور فاطمہ لیان) کی ایک خصوصیت جو ان دونوں کو تمام مسلم عصری اداروں سے ممتاز کرتی ہے، یہ ہے کہ دونوں

کالجوں میں طلبا و طالبات اسکول آنے کے بعد اپنی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے کرتے ہیں۔اس پیریڈ میں عصری تعلیم کی کلاسیز کی حدیں ختم ہوجاتی ہیں، یہ پیریڈ قرآنی تعلیم کی لیاقت کے اعتبار سے چلتا ہے۔جس میں پانچویں کلاس کا دسواں پارہ پڑھنے والا بچہ ہائی اسکول کے دسواں پارہ پڑھنے والے بچے ساتھ بیٹھتا ہے۔

(۸)القرآن روحانی فاؤنڈیشن:

مکاتب اہل سنت و جماعت کی اصلاح اور بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے حضرت مفکر اسلام نے ۱۰؍مئی ۲۰۱۵ء میں **''القرآن روحانی فاؤنڈیشن''** نامی تنظیم تشکیل دی۔

(۹)چالیس روزہ سمر اسلامک کلاسیز:

ہماری قوم کے وہ بچے جو اسکول و کالج میں پڑھتے ہیں، وہ دینی معلومات سے محروم رہ جاتے ہیں۔کیونکہ جہاں وہ پڑھتے ہیں، وہاں دین پڑھایا نہیں جاتا۔ ایسے بچوں کے لئے حضرت مفکر اسلام نے مئی جون کی چھٹیوں میں **''چالیس روزہ سمر اسلامک کلاسیز''** کا اہتمام کیا۔جن میں اسکول و کالج میں تعلیم پانے والے بچے بچیوں کو دین کی ضروری تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے۔اس کے لئے حضرت مفکرِ اسلام نے با قاعدہ نصاب بنایا اور کتابیں تصنیف کیں۔ هٰذَا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر　　لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سماجی خدمات

(۱) فاطمہ چیریٹیبل کلینک شاہجہان پور: غریبوں اور کمزوروں کے علاج کے لیے حضرت مفکر اسلام نے اس کلینک کا آغاز کیا تھا، جس میں شاہجہان پور شہر کے ماہر فن ڈاکٹر حضرات خدمت انجام دے رہے تھے۔ ۲۰۰۵ء تک ۱۲۵۰۰ / بیماروں نے علاج کرایا تھا۔ کچھ وجوہات کی بنیاد پر یہ کلینک اس وقت بند ہے۔

(۲) حضرت مفکر اسلام کے زیر سرپرستی چلنے والے اداروں میں تقریباً (۷۷۰) بچے بچیاں بغیر کسی خرچ کے تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

(۳) تقریباً تین سو (۳۰۰) بچے بچیاں بغیر کسی فیس کے قیام وطعام کی سہولیات پا رہے ہیں۔

(۴) یہ ادارے تقریباً دوسو (۲۰۰) افراد کی معاشی ضروریات پوری کررہے ہیں۔

مستقبل کے منصوبے

(۱) نریاول بریلی شریف میں ایک مسجد کی تعمیر

(۲) فاطمہ لیان ایک دارالاقامہ کی تعمیر

(۳) فارغین مدارس کی تربیت وٹرینگ کے لیے ایک تربیت گاہ کا قیام

درس قرآن

حضرت مفکر اسلام جہاں مدارس وکالجیز کے ذریعہ قوم وملت کے نونہالوں کو عصری و دینی تعلیم سے آراستہ کر کے ان کے دین و ایمان کی سلامتی کے لیے

کوشاں ہیں، وہیں ملت کے نوجوانوں اور بوڑھوں کو بھی اپنے وعظ و بیان اور ہفتہ واری درسِ قرآن کے ذریعہ ان کی اصلاح میں مصروف ہیں۔ آپ نے شاہجہان پور تشریف لانے کے بعد ۲۳/ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۱/اپریل ۱۹۹۹ء کو شہر کے لوگوں کو فیضانِ قرآن سے فیضیاب کرنے کے لئے ''درسِ قرآن مجید'' کا آغاز فرمایا۔ جس میں شہر بھر کے تقریبا چھ سات سو حضرات شرکت کرتے ہیں۔ تقویم قمری کے اعتبار سے تقریبًا ۲۳/سال سے ہر اتوار کو بلاناغہ تفسیر قرآن مجید بیان فرما رہے ہیں اور ابھی پندرہویں پارہ کی تفسیر چل رہی ہے۔ اس درس قرآن کی برکت سے کئی گمراہوں کو صراط مستقیم اور ہدایت مل گئی اور نہ جانے کتنے بے راہ، گناہ گار اور فاسق و فاجر لوگ نیک پرہیزگار اور احکام شرع کے پیروکار ہو گئے۔

شاہ جہان پور کے علاوہ حضرت مفکر اسلام نے دہلی، لکھنؤ اور بیسلپور وغیرہ دیگر مقامات پر بھی مختلف اوقات میں کچھ عرصہ ماہانہ و ہفتہ واری دروس تفسیر دیئے ہیں، جن میں ماڈرن تعلیم یافتہ آفیسر رینک کے حضرات بھی شرکت کررہے ہے۔ حضرت کا ہفتہ واری درس تفسیر یوٹیوب پر بھی اپ لوڈ ہے، فکر سلیم رکھنے والے حضرات سرچ کر کے سن سکتے ہیں۔

خطابت و وعظ گوئی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مفکر اسلام کو زورِ تألیف کے ساتھ ملکۂ خطابت سے بھی نوازا ہے۔ آپ ایک ہر دلعزیز مقرر و خطیب ہیں۔ آپ نے شروع ہی سے میدان خطابت میں قدم رکھ دیا تھا۔ لیکن آپ نے کبھی تقریر و وعظ

گوئی کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا، بلکہ ہمیشہ اصلاح امت اور فروغ دین وملت کے لئے تقاریر کیں۔ آپ کا انداز بیان نہایت سادہ اور انداز تفہیم نہایت آسان کہ ان پڑھ اور ناخواندہ بھی اس کو بآسانی سمجھ لیتا۔ اور خلوص وللّٰہیت، جذبۂ خدمت اور بے لوثی واستغناء کا یہ عالم، کہ کبھی کسی سے نذرانہ طے نہ کیا اور نہ کبھی طلب کیا۔ اگر کسی نے ان جانے میں نذرانے کے لئے پہلے پوچھ بھی لیا، تو اسے پیار ونرمی سے حقیقت مسئلہ سے آگاہ کردیا۔ جس نے جو دے دیا، اسے خاموشی سے رکھ لیا۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر اتنا کم دیا گیا کہ کرایہ بھی اپنی جیب سے ادا کرنا پڑا۔ لیکن نہ کبھی کوئی شکوہ کیا، نہ کوئی شکایت اور نہ کبھی کسی کو بدنام کیا۔ کبھی نذرانے کے لئے رک کر انتظار نہ کیا۔ لیکن آج کل کے جلسوں کے ماحول اور حالات زمانہ کو دیکھ کر آپ نے جلسوں میں جانا کم بلکہ نہ کے برابر کردیا ہے۔ اللہ قومِ مسلم کو ہدایت اور عقل وشعور عطا فرمائے۔ ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہ رو منزل ہی نہیں

تصنیف وتالیف

اتنے اداروں کی سرپرستی و ادارت، دعوتی و تبلیغی دوروں اور تدریسی مصروفیات کے باوجود حضرت مفکر اسلام نے بندگان خدا کی اصلاح وتربیت کے لیے ترغیب وترہیب پر مشتمل کئی کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں۔ آپ کی تمام تصانیف ترغیب وترہیب، پند ونصیحت، محاسبۂ نفس، مسلمانوں کو برائیوں سے

روکنے، اچھائیوں کے کرنے، قبر وقیامت، حشر و معاد اور دوزخ کی ہولناکیوں، وحشتوں اور ان کے حساب و عذاب وغیرہ ضروری مضامین پر مشتمل ہیں۔ انداز تحریر اتنا شستہ وسادہ اور آسان ہے کہ ہر ایک آسانی سے سمجھ سکے۔ ذیل میں ہم حضرت کی تصانیف کی فہرست پیش کرتے ہیں۔

مطبوعہ تصانیف:

(۱) گلدستۂ نماز (۲) ماہِ بہاراں (۳) درسِ عبرت (۴) نمازِ فاطمہ (۵) فقہ حنفی (۶) اسلامی آداب (۷) ایمان کی شاخیں (۸) اپنا اپنا گھر بچاؤ (۹) اسلامی عقائد واعمال (۱۰) حجاب عزت یا ذلت؟ (۱۱) اسلامی عقائد ونظریات (۱۲) نجات کا راستہ (۱۳) رضوی فضائلِ اعمال المعروف بہ فضائل اسلام (حصہ اول) (۱۴) سعادت مند اولاد (۱۵) مومن رات دن کیسے گذارے؟

رسائل وفولڈر:

(۱) اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت (۲) دل کی باتیں سچی باتیں (۳) پیغامِ امن ونجات (۴) دعوت فکر وعمل (۵) کیا آپ کو قبر و قیامت کا کچھ خوف ہے؟ (۶) دعوت وحدت و وحدانیت (۷) دعوت فکر (۸) آمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۹) حج کا مختصر وآسان طریقہ (۱۰) احساسِ زیاں (۱۱) تحفۂ محرم (۱۲) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشیاں کیسے منائیں؟ (۱۳) انسانی تربیت کے مراحل (۱۴) فکرِ اسلام

غیر مطبوعہ: (۱) شرح شرح جامی: الیٰ غیر المنصرف (۱۹۸۴ء) (۲) ایمانِ کامل (۳) سائنس اور سکون؟ (۴) خاموشی کی برکتیں (۵) وصیتیں اور نصیحتیں (۶) دھیان رہے! خدا دیکھ رہا ہے (۷) یاد رہے! موت تاک میں ہے

(۸) زکوٰۃ وصدقات کے آداب واحکام

حضرت مفکر اسلام کی کتب اکثر مفت تقسیم ہوتی ہیں۔

اتباع شریعت وزہد وتقویٰ

حضرت مفکر اسلام دام ظلہ علم وفضل کا پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ تقویٰ وطہارت اور خوف خشیت میں آج کے علماء کے لئے منارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ عالم وفاضل ہونے کے ساتھ عاملِ کامل بھی ہیں۔ اس دور میں علماء تو بہت ہیں، لیکن علم کے ساتھ عمل کی دولت چند ہی کے حصے میں آئی، انہیں ''چند'' میں ایک شخصیت حضرت مفکر اسلام کی بھی ہے۔ آپ کی تقویٰ شعار زندگی کے آئینے میں بلا خوف کہا جا سکتا ہے، کہ اتنی سختی وشدت کے ساتھ اتباع شریعت کرنے والا ڈھونڈے نہ ملے گا۔ صوم وصلوٰۃ کے اتنے پابند کہ دیکھ کر اسلاف کی یاد آجائے۔ اور یہ تقویٰ وطہارت، خوف وخشیت اور عمل کی دولت ابھی نہیں حاصل ہوئی، بلکہ دورِ طالبِ علمی ہی سے آپ نہایت نیک، پرہیزگار، متقی، صاحب خوف وخشیت اور عامل قرآن وسنت تھے۔

اہتمام نماز وجماعت

نماز وجماعت کا اہتمام اس قدر کرتے ہیں، کہ موجودہ دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ سفر میں جماعت وسنن کے سلسلے میں رخصت آئی ہے، لیکن حضرت چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں ہمیشہ نماز باجماعت کی پابندی فرماتے ہیں، اور بلا عذر کے

کبھی نوافل بھی ترک نہیں کرتے ہیں۔ٹرین سے سفر کرنے کی صورت میں فرض، وتر اور فجر کی سنتیں ٹرین رکنے پر پلیٹ فارم پر ادا کرتے ہیں۔اور اگر نماز کے وقت میں ٹرین کہیں نہیں رکتی ہے، تو بوجہ مجبوری چلتی ٹرین میں پڑھتے ہیں اور پھر بعد میں اس کا اعادہ فرماتے ہیں۔

تربیت و اصلاح

طالبین علومِ دینیہ کو تنبیہ کرنا، ان کے اخلاق، کردار اور عادات واطوار کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا، انہیں وقفہ وقفہ سے پند و نصیحت کرنا، اور عام طور سے لوگوں کو خلاف شرع امور پر بلا جھجھک ٹوکنا، نصیحت کرنا اور اصلاح کر کے حکم شرع سے آگاہ کرنا اس دور میں آپ کا خاصہ ہے۔ورنہ لوگوں کے سامنے احکامِ شرع کی خلاف ورزی اور حدود شرع کی پامالی ہوتی رہتی ہے، لیکن ان کے منھ سے اُف تک نہیں نکلتا ہے۔اور کچھ ''نفس پرست'' جنہیں آپ کا یہ طریقہ اچھا نہیں لگا، انہوں نے آپ کی اتباع شریعت اور حق گوئی و بے باکی کو سخت مزاجی اور شدت کا نام دے دیا۔ان میں نا اہل ومحروم القسمت شاگرد زیادہ ہیں۔انہوں نے ہی اس چیز کو زیادہ بڑھاوا دیا۔اور لوگوں کو حضرت کے متعلق غلط فہمی میں مبتلاء کیا۔جس کی بناء پر وہ خود تو محروم تھے ہی، دوسروں کو بھی محروم کر دیا۔اور اس حق گوئی، راست بازی اور حقیقت بیانی سے بہت سے ''اپنے'' کہلانے والے دور ہو گئے۔مگر حضرت نے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی، اور حق کو حق اور باطل کو باطل ہی کہتے ہیں اور ہر غلط وخلاف شرع امر کا رد فرماتے ہیں۔کبھی بھی مداہنت و دورخی سے کام نہیں لیتے، نہ کسی بڑے سے

بڑے شخص سے مرعوب ہوتے اور نہ کسی کی تنقید بے جا کی پرواہ کرتے ہیں۔

اساتذہ واکابرین کاادب واحترام

اپنے شیوخ واساتذہ اور بزرگوں واکابر کا بے انتہا احترام فرماتے ہیں۔آج بھی- کہ بجائے خود نہ جانے کتنے قابل وجید علماء کے استاذ وشیخ ہیں، اکابر کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں، پیر کامل اور مرشدِ برحق ہیں- اپنے استاذوں کا اتنا احترام فرماتے ہیں، جس کی نظیر آج کے اس پُرفتن دور میں ملنا محال نہیں، تومشکل ضرور ہے۔اساتذہ کی چھوڑیئے، وہ بزرگ واکابر علماء جن سے حضرت نے تحصیل علم نہیں کی، ان کی بھی پوری تعظیم کرتے اوران کا ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ ورنہ آج تو یہ حال ہے کہ اگر کسی طالبِ علم کوتھوڑی سی عبارت خوانی آجائے، یا اللہ عزوجل اسے تھوڑا ذہن عطا فرمادے،تواب وہ نہ تو استاذ کو کچھ سمجھتا ہے اورنہ اپنے بڑوں کا ادب واحترا کرتا ہے۔اللہ عزوجل بڑوں کی بے ادبی وگستاخی سے محفوظ رکھے۔

اساتذہ کی کرم نوازیاں

آپ کے اساتذہ بھی آپ کا اتنا ہی لحاظ واحترام فرماتے ہیں۔اورآپ کے علم وفضل، زہدوتقویٰ، خلوص وللّٰہیت اور خدمت قوم وملت کوسراہتے اور جابجا اس کا اعتراف کرتے ہیں اورآپ کی ذات وشخصیت پرناز کرتے ہیں۔

تاج العلماء فخر المحدثین حضرت علامہ سید محمد عارف میاں صاحب قبلہ اطال اللہ عمرھم نے بہرائچ شریف کے ایک جلسے میں بھرے مجمع میں آپ کا تعارف

کرواتے ہوئے فرمایا تھا: ''**لوگ تو اپنے استادوں پر فخر کرتے ہیں، کہ میرے استاذ فُلاں صاحب ہیں۔ لیکن مجھے اس بات پر ناز ہے کہ سید صاحب میرے شاگرد ہیں۔**''

حضرت سید عارف میاں صاحب قبلہ آپ کی کتاب **ماہِ بہاراں** پر تقریظ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کتاب مستطاب فیض مآب ماہ بہاراں: مصنفہ، سید محترم فاضل جلیل عالمِ بے عدیل پیکر صدق وصفا صاحب زہد واتقاء مبلغ اسلام وسنیت حامی دین متین ماحئ کفر وبدعت حضرت علامہ شاہ مولانا سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ رضوی قادری شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ دارالعلوم غوثیہ قصبہ نیوریا ضلع پیلی بھیت یوپی نظر نواز ہوئی''

پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

''حضرت مصنف کا خدمتِ دین میں یہ (ماہِ بہاراں) پہلا قدم نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے، تو اس کم عمری میں موصوف بڑے بڑے کار ہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ تدریسی مصروفیات، مدرسہ کے انتظامات، رشد وہدایت اور خود اپنے معاشیات، یہ تو آپ کے ساتھ ہر لمحہ موجود ہیں۔ بایں ہمہ آپ نے ایک جماعت بنام ''جماعت مصطفیٰ'' قائم کی۔ جس کا مقصد اصلاح اعمال وعقائد اور تحفظ واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اور الحمد للہ کہ آپ اپنے اس مقصد میں بھی کامیاب ہیں۔'' ....آگے لکھتے ہیں:

''دراصل سید صاحب کا خلوص، آپ کی للّٰہیت اور آپ کی روحانیت ان تمام کامیابیوں میں اثر انداز ہے۔ یہی وجہ کہ آپ اپنی ہر کاوش میں کامیاب ہیں۔ الحمد

للہ رب العٰلمین۔'' چند سطر بعد آپ کے زمانۂ طالب علمی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''ابھی کل کی بات ہے، جب حضرت مولانا سید احسن صاحب مادر علمی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ایک ہونہار طالبِ علم تھے۔ امید تو یہی تھی، جو حضرت سے ظاہر ہوئی۔ اور آپ کی موجودہ کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے اب یہ کہنا آسان ہو گیا ہے، کہ: آپ کے تبلیغی کارنامے، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت، دارالعلوم غوثیہ کی مزید ترقی اور سلسلۂ تصنیفات مستقبلِ قریب میں آپ کے اقران میں سب پر فوقیت لے جائیں گے۔ ایک بڑی خوبی کی بات یہ بھی ہے کہ آپ ایک بہترین مقرر اور بے دینوں کو دندان شکن جواب دینے کے لءاہلِ سنت کی جانب سے ایک بلند پایہ مناظر بھی ہیں۔ اور یہ کہ آپ صاحب فیض ہیں۔ آپ کے تلامذہ دارالعلوم منظر اسلام میں جب درجۂ حدیث میں آتے ہیں، تو ان کی اچھی صلاحیتوں سے سید صاحب کی تدریسی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ میری دعا ہے: مولیٰ تبارک وتعالیٰ سید صاحب کی اس کتاب کو قبولیت تامہ عامہ عطا فرمائے۔ اور ان کی صلاحیتوں سے عالمِ اسلام کی آبیاری کے لئے ان کے حالات ہمیشہ سازگار رکھے اور آپ کی ذات مقدسہ سے اسلام وسنیت کو زیادہ سے زیادہ نفع بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ''

سطورِ بالا کے ایک ایک لفظ سے کتنا اعتماد، محبت، خلوص اور احترام ٹپک رہا ہے، استاذ کی نظر میں شاگرد کا کیا مقام واحترام ہے، آپ نے اس کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ اور اُستاذ محترم کی دعائیں وپیشیں گوئیاں شاگرد رشید کے حق میں حرف بحرف

اور من وعن پوری ہوئیں۔اور اس شان سے پوری ہوئیں، ایک دنیا اس کا نظارہ کر رہی ہے۔

ایک اور استاذ گرامی وقار، بقیۃ السلف عمدۃ الخلف فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی صالح صاحب قبلہ اسی کتاب کی تقریظ میں رقمطراز ہیں:

''نسبت علم جب زینتِ عمل سے آراستہ ہو، تو نورٌ علی نورٌ ہے اور سونے پر سہاگہ۔ اور دراصل وہی مفید ومحمود ہوتی ہے، ورنہ بے فائدہ اور غیر محمود۔ جو حضرات حاملان علم دین اپنے علم پر خود بھی عمل کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچاتے ہیں، وہی مبارک لقب ''عالم دین'' کے مستحق ہیں۔ انہیں خوش نصیب حضرات میں سے ایک بہترین علمی صلاحیت کے حامل عالم باعمل ہیں، لائق احترام، قابل اکرام حضرت مولانا مولوی سید احسن صاحب رضوی منظری فرخ آبادی صدر المدرسین و ناظم اعلی دار العلوم غوثیہ قصبہ نیوریا ضلع پیلی بھیت جعلہ اللہ من احسن العلماء معاشا و معادا وزادہ فضلا و فیضا۔''

آگے لکھتے ہیں: **''آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام ہونہار ابنائے قدیم سے ہیں۔ سنہ ۱۴۰۳ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ زمانہ تعلم میں بھی باعمل رہے۔ محنت ولگن سے درس ومطالعہ میں منہمک رہتے۔ سبھی اساتذہ کے حضور نہایت ادب واحترام سے پیش آتے۔ اسی لئے اساتذہ کے دل میں قدر وقعت بہت رہی، اس کی برکت سے سید صاحب ہیں۔''**

آپ کے اساتذہ آپ کے علم وفضل اور آپ کی ذات سے کتنا مطمئن ہیں، اس کا اندازہ آپ درج ذیل اقتباس سے لگا سکتے ہیں۔ عالم معقول ومنقول حضرت

علامہ ومولانا محمد نعیم اللہ صاحب قبلہ مذکورہ کتاب کی تقریظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''جماعتِ مصطفیٰ کے زیر اہتمام تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اس کی دوسری کتاب عمدہ ٹائٹل اور اچھی کتابت وطباعت کے ساتھ ماہِ بہاراں (فضائلِ رمضان) کے نام سے شائع ہورہی ہے۔ اگرچہ کتاب میری نظر سے نہیں گذری ہے، لیکن مجھے اعتماد ہے کہ کتاب کے مسائل سب کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔''

آپ کے ایک اور شفیق، محسن وکرم فرما استاذ، عالی جناب، فقیہ ملت، عالم باعمل، ماہرِ فقہ ونحو حضرت علامہ ومولانا مفتی رحمۃ اللہ صاحب قبلہ بلرامپوری آپ پر نوازشات وعنایات کی یوں بارش فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کو قریب سے دیکھا ہے، قوم کا جو درد، خدمت کا جو جذبہ، ان میں تھا وہی آپ (حضرت مفکر اسلام) میں بھی ہے۔ آپ اس دور کے مجاہد ملت ہیں۔''

تاءثرات وآرائے گرامی علماء ومشائخ

آپ کی خدمات دین ومذہب دیکھنے کے بعد بڑے بڑے علماء ومشائخ اور دانشورانِ قوم وملت دادو تحسین دیئے بنا نہ رہ سکے۔ آپ کی خدمات کا عوام الناس کے ساتھ ساتھ ملک وملت کی عظیم شخصیات کو بھی اعتراف ہے۔ اور واقعی میں قومِ مسلم کا درد رکھنے والے، متقی و پرہیز گار، باعمل اور دانا وبینا علماء ومشائخ کھلے دل سے آپ کی برتری تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کا ادب واحترام بھی کرتے ہیں۔ حتیٰ

کہ مخالفین و حاسدین بھی اپنی نجی و ذاتی مجالس و محافل میں آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں سراہتے ہیں۔ اور آپ کی عظمت کے قائل ہیں۔

ایک مرتبہ خانقاہِ برکاتیہ کے سجادہ نشین **امینِ ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ** ایک جلسہ میں شاہجہانپور تشریف لائے، تو آپ نے جامہ فاطمہ کا بھی دورہ کیا۔ جب آپ نے حضرت مفکر اسلام کی وسیع خدمات، جامعہ کی عالیشان بلڈنگ اور اس کے مطبخ خرچ وغیرہ کو ملاحظہ کیا، تو بیساختہ حضرت مفکرِ اسلام سے یہ فرمایا:

''کیا آپ کو دستِ غیب حاصل ہے۔''

دیکھنے میں تو یہ ایک جملہ ہے، مگر اپنے اندر مخاطب کے لئے تعریف و تحسین کا ایک جہان لئے ہوئے ہے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب:

ایک مرتبہ عرسِ رضوی کے موقعہ پر جامعہ فاطمہ تشریف لائے، اور حضرت مفکر اسلام کی خدمات کو ملاحظہ فرمایا، تو بولے:

''کیا اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں، جو اتنا بڑا کام انجام دے رہے ہیں۔''

اوصاف وخصائل

حضرت مفکر اسلام پاکیزہ سیرت و کردار، عدل و کرم، حسن اخلاق، جود و سخا، فضل و عطا، مہمان نوازی، فراخ دلی، عاجزی و انکساری، شرافت نفس، ایفائے عہد، حق گوئی، چھوٹوں پہ شفقت و عنایت کرنے اور وقت کی قدر کرنے میں بھی بے

مثال ہیں۔آپ حق گو، حق آ گاہ، حق شناس، حقیقت بیان، صداقت شعار، دور بین، دوراندیش، نکتہ داں، معاملہ فہم، اعلیٰ انتظامی صلاحیت کے مالک، مشکل سے مشکل وقت میں ثابت قدم، صائب الرائے، پیچیدہ مسائل کے حل اور الجھی گتھیوں کو سلجھانے میں ماہر، مشکل حالات میں بھی صحیح فیصلے کرنے والے۔غرضیکہ آپ حضرت مفکر اسلام کو جس زاویہ اور جس جہت سے دیکھیں گے، حضرت آپ کو بے مثال و باکمال نظر آئیں گے۔مفکر اسلام جیسی جامع الصفات اور متنوع الجہات شخصیات روز روز نہیں پیدا ہوتیں۔ بلکہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعارفِ کتاب

زیر نظر کتاب **"حجاب عزت یا ذلت؟"** جو کہ بے پردگی و عریانیت کے نقصانات پر مشتمل ہے۔جس میں بے پردہ عورتوں کو اللہ کے دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ہے، اور پردہ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ پردہ کا حکم دے کر اسلام نے عورت پر کیا کیا احسانات فرمائے ہیں؟ وہ آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

وہ لوگ جو اسلام پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام نے پردہ کا حکم

دے کر عورت پر ظلم کیا اور اس کو ایک قید خانہ میں بند کر دیا، اگر انہوں نے اسلام کا بنظر غائر مطالع کیا ہوتا، تو انہیں صحیح علم ہو جاتا، کہ پردے کا حکم دے کر اسلام نے عورت پر ظلم کیا ہے یا احسان؟

آپ دنیا میں حجاب و نقاب کے فوائد و انعامات اور بے حجابی کے دنیاوی نقصانات اور آخرت کے عذاب و عتاب کی تفصیل اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ کتاب کو نہایت ہی حسین پیرائے میں آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال ائمہ سے مزین کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب عوام کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے نہایت ہی آسان زبان اور سلیس انداز و بیان اختیار کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ مسلم ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو پردہ کرنے اور مسلمان بھائیوں کو اپنی نظر کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور حضرت مفکر اسلام کو صحت و تندرستی، قوت و طاقت، مزید ہمت و حوصلہ اور عزم و ارادے میں مزید پختگی عطا فرمائے۔ آپ کا سایہ ہم پر دراز فرمائے، اور ہمیں آپ سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں یہ دعا کرتے ہوئے رخصت لیتا ہوں۔ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

آمین آمین یارب العلمین بجاہ سید الانبیاء و المرسلین۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و علیٰ آلہ وصحبہ و اولیاء حزبہ و علماء ملتہ و وشہداء امتہ و علینا معہم برحمتك یا ارحم الراحمین

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ علیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اَمَّـــــــا بَـــــــعْـــــــدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِیْثَاقاً غَلِیْظاً لِیَسْأَلَ الصَّادِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِم

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

ترجمہ: اور ہم نے پیغمبروں سے مضبوط عہد و پیان لیا، تا کہ پوچھے سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کوتنبیہ فرما رہا ہے، کہ جب وہ پیغمبروں تک سے بروز قیامت ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کریگا، کہ آیا تم نے تبلیغ رسالت ادائے امانت کی ذمہ داریوں کو پورے طریقے سے بحسن وخوبی ادا کیا، یانہیں، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، کہ پیغمبرں اور رسولوں نے مکمل طور پر اس کی دعوت کو اس کے بندوں تک پہونچادیا۔

حضرت علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا کَانَ الْاَنْبِیَاءُ یُسْئَلُوْنَ فَکَیْفَ مَنْ سِوَاهُمْ.

جب معصوم پیغمبروں سے پوچھ گچھ کی جائے گی تو اوروں کا کیا حال ہوگا؟

جب سچوں کو نہیں چھوڑا جائے گا، تو خاطیوں اور کاذبوں کو کیا آسانی سے چھوڑ دیا جائے گا؟ ہر قسم کے ذمہ دار کو سوچنا چاہئے: آیا وہ اپنی ذمہ داری ادا کر رہا ہے یا نہیں؟ اگر ادا کر رہا ہے تو اس کو فضل خدا جانے اور اگر کوئی کوتاہی ہو رہی ہو، تو ہوش میں آکر توبہ کرلے۔ حدیث پاک میں ہے:

بروز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ قلم سے پوچھے گا: تو نے میری امانت کا کیا کیا؟ قلم عرض کرے گا: وہ امانت میں نے لوح محفوظ کے سپرد کر دی۔ لیکن قلم اس ڈر سے کہ کہیں لوح محفوظ انکار نہ کر دے، کانپ اٹھے گا۔ پھر رب تبارک وتعالیٰ لوح محفوظ سے سوال کرے گا: تو لوح محفوظ اقرار کرے گی، کہ قلم نے تیری امانت میرے حوالے کی، اور میں نے اسرافیل علیہ السلام کے سپرد کر دی۔ پھر یہ سوال اسرافیل سے ہوتے ہوئے جبرئیل علیہ السلام تک پہنچے گا، تو جبرئیل عرض کریں گے: اے رب! میں نے تیری امانت تیرے انبیا کے حوالے کر دی، پھر انبیا سے سوال ہوگا تو وہ کہیں گے: سَلَّمۡنَا هَا اِلٰی خَلۡقِکَ (ہم نے تیری امانت تیرے بندوں اور تیری مخلوق تک پہنچا دی۔)

غور کریئے جب جبرئیل و اسرافیل جیسے معصوموں سے ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، تو ماوشما عاصی و خاطی کو کیا چھوڑ دیا جائے گا؟ ہر ایک کو غور کرنا چاہئے، اگر وہ سچا ہے تو جانچے اپنی سچائی کو کہ وہ دین میں کتنا پختہ، خدمت وعبادت میں کتنا چست اور معاملات میں کتنا خوف اور خشیت رکھتا ہے۔

درآں روزے کز فعل پرسند وقول　　اولوالعزم راتن بلرزد زہول

بجائے کہ دہشت خورد انبیا　　تو عذر گنہ راچہ داری بیا

ذرا تصور کر اس دن کا جس دن ہر شخص سے اس کے قول وفعل، اس کی سچائی اور حقیقت کے بارے میں پوچھا جائے گا، بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر اس دن خوف سے لرزہ براندام ہوں گے۔ جہاں انبیاء جیسے مقرب دہشت زدہ ہوں گے، تو تو اپنے گناہوں کا کیا عذر پیش کرے گا؟ بتا آج۔ (روح البیان)

حدیث پاک میں ہے، اللہ پاک کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّ رَاعٍ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری اول: ۳۴۷)

تم میں سے ہر ایک حاکم ونگراں ہے، اور ہر حاکم ونگراں سے اس کی رعایا اور ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

میرے دینی اسلامی بھائیو! اوپر کی یہ چند سطریں بطور تمہید تھیں۔

آمدم برسر مقصد! سطور بالا پڑھ کر مندرجہ ذیل آیتیں اور حدیثیں پڑھئے اور غور کیجئے کہ آپ کے ذمہ جتنے حقوق ہیں، ان میں آپ کس قدر کوتاہیاں کر رہے ہیں؟ آج جن بہت سی ذمہ داریوں سے منھ موڑا جا رہا ہے، ان میں سے ایک ذمہ داری ہے، باپ کا اپنے باپ ہونے، بھائی کا اپنے بھائی ہونے اور شوہر کا اپنے شوہر ہونے کے ناتے اپنی بیٹی، بہن اور بیوی کو آزاد چھوڑنا۔ اگر آپ باپ ہیں تو باپ ہونے کے ناتے اور شوہر ہیں تو شوہر ہونے کے ناتے دیکھئے اپنی ذمہ داری

اور پڑھئے یہ آیت کریمہ:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پارہ:۲۲-الاحزاب:۵۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں، یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلامی خواتین کو جہاں اپنے نفوس کی حفاظت اور پاکدامنی کی تنبیہ فرمائی ہے، وہیں ایک باپ اور شوہر کو اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور ان کو مکمل ادا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

آیت کا خلاصہ

عورتیں ضرورت کے تحت گھر سے نکلتے وقت اپنے چہروں اور اپنے جسموں کو چادروں یا برقعوں سے ڈھک لیں۔ باندیوں اور لونڈیوں یا فاحشہ عورتوں کی طرح جسم اور چہرے کھول کر باہر نہ نکلیں تا کہ ان کو فاحشہ سمجھ کر لفنگے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ زمانۂ نبوی ﷺ میں منافقین کی عادت تھی کہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے چہرے چادروں اور برقعوں سے چھپا کر نکلیں اور اپنے آپ کو عام عورتوں سے مکمل

طور پر ممتاز کرلیں تا کہ وہ پہچان لی جائیں کہ یہ مسلمان عورتیں ہیں۔ پھر کوئی منافق یا بد باطن ان کو چھیڑنے اور ان کی طرف نظر بد اٹھانے کی ہمت و جرأت نہ کر سکے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کے وقار اور ان کی عزت و آبرو کو قیامت تک کے لئے محفوظ فرما دیا۔

مقصد حیات

اے عقلمند خاتون! مردوں کی طرح تیری زندگی کا مقصد بھی اللہ عزوجل کی معرفت، اس کو راضی کرنا، اس کی عبادت کر کے اور اس کے احکام کی نافرمانی سے بچ کر جہنم سے نجات اور جنت کی کامیابی حاصل کرنا ہے۔ رب کا ارشاد ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۔(پارہ:۳۰-النازعات:۴۱-۴۰)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور خود کو [ہلاک کرنے والی] **خواہشات سے روکا، تو بیشک اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔**

اے مومنہ خاتون! تجھے بھی مردوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام اور دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔ خاص طور سے لباس اور پردے سے متعلق احکام، جو قرآن و حدیث میں تیرے ہی لئے وارد ہیں، ان کی تجھ کو پوری معلومات ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان میں تیری عزت و عظمت کا راز پوشیدہ ہے۔ ہم اس رسالہ میں عورت کے لباس و پوشاک، ضرورت کے تحت اجنبی مردوں

سے بول چال اور زینت وغیرہ سے متعلق کچھ باتیں ذکر کریں گے۔

چونکہ آج کے دور میں جن ہتھیاروں سے عورت برسر پیکار ہے، وہ لباس و زینت ہی ہیں۔ بلکہ اس زمانے میں کل امت اسی مرض میں مبتلا ہے۔جس کے نتیجے میں آج مسلم خواتین لباس وزینت کے سلسلے میں حدودِ اسلام سے تجاوز کر چکی ہیں۔

چوز ہرا باش از مخلوق روپوش　　　　که درآغوش تو شبیرے بینی

سیدہ زہرا کی طرح خداترس پردہ دار بن جا تاکہ تو بھی اپنی گود میں کوئی غلامِ حسین دیکھے۔

بے پردگی کے اسباب

(۱) **زیوروزینت سے محبت:** یہ چیز تو عورت کی فطرت میں داخل ہے، جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔لیکن اس فطری محبت کا اظہار حدودِ شریعت میں ہونا چاہئے، تاکہ معصیت کی مرتکب نہ ہو اور گناہ کی راہ نہ جائے۔

(۲) **پرہیزگاری کا فقدان اور خواہشات کی پیروی**

(۳) خدا کے تصور کا فقدان

(۴) لمبی لمبی امیدیں اور موت کی سختی کو بھول جانا

(۵) رحمت وشفاعت کی آیتوں اور حدیثوں پر ہی بھروسہ کر لینا اور اللہ کے عذاب اور اس کی سختی کو بھول جانا

(٦) عورتوں کا بلاضرورت عام محفلوں میں آنا جانا اور زینت کی نمائش کرنا

(۷) سرپرستوں کا لڑکیوں پر سختی و نصیحت نہ کرنا اوران کی بے راہ روی پر چشم پوشی کرنا

(۸) بہت سی عورتوں کے سرپرست اور گارجین کا نہ ہونا

(۹) بری اور بدچلن عورتوں سے تعلقات اور دوستی

(۱۰) عورت کے ساتھ اس کے شوہروں کا اچھے تعلقات نہ رکھنا یا ان کو چھوڑ دینا

(۱۱) عورتوں کا جری و نڈر ہو جانا

(۱۲) مال و دولت کی کثرت اور عورتوں کا ملازمت کر کے خود کفیل ہو جانا

(۱۳) مردوں کی اپنی مردانہ کمزوریاں

(۱۴) عورتوں کا لمبی عمر تک بلا شوہر کے رہنا

ایک کہاوت ہے: جانور کتنا ہی بہتر کیوں نہ ہو ڈنڈے کے بغیر سیدھا نہیں رہتا۔ اور عورت کتنی ہی پارسا کیوں نہ ہو، اسے شوہر کے بغیر نہیں رہنا چاہئے۔

(روح البیان)

حجاب و پردے کا مطلب ہے مومنہ عورت با عفت و با عصمت، شرافت و مروّت کا پیکر، اجنبی مردوں کے اختلاط اور تہمت کے مقامات سے دور رہے۔

اسلام نے چہرہ اور قابل ستر اعضا کو چھپانے کا حکم اسی لئے دیا ہے کہ عورت کا حسن و جمال، چہرے اور کچھ واجب الستر اعضا ہی میں ہوتا ہے۔ اسلامی حجاب و پردے کا مقصد بھی یہی ہے کہ عورت اپنی ذات، اپنی شرافت اور اپنی عفت کو محفوظ رکھے۔ تا کہ نہ وہ خود فتنے میں پڑے اور نہ اپنے حسن و جمال سے کسی

اورکو فتنے میں ڈالے۔اب چونکہ اس کا چہرہ بھی محل حسن و جمال ہے اور حسن و جمال ہی فتنے کا سبب ہے، اس لئے اسلام نے اس کو چہرہ چھپانے کا حکم دیا۔ اسلام عورت کو قید و بند کی زندگی سے مقید نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ اسلام نے پردے کا جو تصور دیا ہے، اگر اس پر غور کریں گے، تو آپ کو معلوم ہوگا، کہ اسلام عورت کے حقوق کی کس قدر حفاظت کررہا ہے، اس کو کتنی بالادستی دے رہا ہے اور کس قدر خانگی آزادی عطا کررہا ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ، جو پردے کو ڈھال بنا کر اسلام کی مخالفت کرتے ہیں؟ قریب آئیں اور اسلام کو سمجھیں۔

زمانۂ نبوت کی عورتوں کا رہن سہن

اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد زمانۂ نبوت میں عورتیں قضائے حاجت کے لئے رات ہی میں نکلتی تھیں، وہ بھی پردہ اور پاک دامنی کے ساتھ۔اور اگر دن میں کسی ضرورتِ شدیدہ کے باعث نکلنا ہوتا، تو نہایت ہی ادب و وقار اور سنجیدگی سے، نہایت سادہ کپڑوں میں، اپنے آپ کو چادر یا برقع میں چھپا کر اور اچھے برے ہر طرح کے لوگوں کی نظروں سے بچ کر نکلتیں تھیں۔

تنبیہ: جب عورت بن ٹھن کر، خوشبو اور میک اپ سے مزین ہو کر مردوں پر اپنے حسن و زینت کو ظاہر کر کے معاشرے میں اسباب فتنہ پیدا کرتے ہوئے نکلے گی، تو اس پر وہی گناہ ہے، جو زانیہ عورت پر ہے۔اب آپ سماج کو دیکھئے اور غور کیجئے! کہ کیا ہورہا ہے؟ اگر آپ کے آس پاس پرانے بزرگ ہوں، تو ان سے

پوچھئے، کس قدر اور کتنی جلدی تبدیلی آئی ہے؟ بازاروں، شاپنگ مالوں، شادی بیاہ اور میرج لانوں کا کیا حال ہے؟ آج مسلم سماج کی عورتیں کس بے باکی سے نکل رہی ہیں، یہ بتانے کی ضرورت نہیں، سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور یہ ان گھروں کی عورتیں کر رہی ہیں، جن گھروں کی عورتیں اگلے زمانوں میں برقعوں میں ملبوس ہو کر تانگہ یا پالکی میں مکمل پردے کے ساتھ باہر نکلا کرتیں تھیں۔

پارسا عورت کی پہچان

خوف خدا، نیک اور پارسا عورت کا حسن، قناعت اس کی مالداری، عفت و پاکدامنی اس کا زیور اور تہمت کی جگہوں سے بچنا اس کی عزت و آبرو ہے۔ ایک کہاوت ہے: **جب کبوتری کے پر جمتے ہیں تو اڑ جاتی ہے**۔ اسی طرح جب مرد اپنی عورت کو بے جا اور فحش زیب و زینت کے سامان مہیا کرے گا، تو وہ اب گھر میں نہیں بیٹھے گی۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں داخل ہے، جب وہ اپنے آپ کو سجاتا ہے تو چاہتا ہے کہ اسے کوئی دیکھے۔ جس زمانے میں پاکدامن اور پاکیزہ نظر لوگ زیادہ اور فسق و فجور میں مبتلا کم تھے، اس وقت سختی سے پردے کا حکم دیا گیا۔ تو جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، جس میں پاکدامن پاک نظر بڑی مشکل سے نظر آئیں گے، تو آج کس قدر سخت حجاب و پردہ ہونا چاہئے؟ حضرت محمد ابن سیرین فرماتے ہیں:

میں نے ایک دن خواب میں ایک عورت کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے، تو میں نے فوراً اپنی نظر پھیر لی۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب لوگ خواب میں بھی اجنبی عورت کو دیکھنا اپنے لئے گناہ تصور کرتے تھے۔

حدیث میں ہے، **جس شخص نے اجنبی عورت سے بلا وجہ ناجائز گفتگو کی، قیامت کے دن ہر کلمہ کے بدلے اسے ایک ہزار سال تک جہنم میں مقید رکھا جائے گا۔ اور جس نے اجنبی عورت کو گلے لگایا، اسے شیطان کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔** اللہ کی پناہ!

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی

(پارہ: ۲۲ - الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اگلی جاہلیت کی بے پردگی جیسی بے پردہ نہ رہو۔

اس آیت کریمہ میں اگلی جاہلیت سے مراد **اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے۔** اس زمانے میں عورتوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے حسن و زینت کا برملا اظہار کرتی، اتراتی اور تھرک تھرک کر مٹک مٹک کر چلتی ہوئی بے پردہ نکلتیں۔ تاکہ مرد ان کی طرف مائل ہوں اور ان سے عشق بازی کریں۔ اور وہ ایسا لباس پہنتی تھیں جس سے جسم کے اعضا بھی نا ڈھک سکیں یا اتنے تنگ اور چست کپڑے پہنتیں کہ ان کے اعضا نمایاں ہوں، تاکہ مرد ان کے اعضا کی بناوٹ کا نظارہ کریں اور شہوتیں

بھڑکا کر اپنی متاع زندگی کو برباد کریں۔

آج اس زمانے میں بھی عورتیں وہی حرکتیں کر رہی ہیں، جو اسلام سے پہلے جاہل عورتوں کے کرتوت تھے۔ شرٹ اور جینس پنٹ کا استعمال اور اونچی ایڑی کی چپل اور مہین باریک چست لباس، جس کو پہن کر بھی ننگی معلوم ہوتی ہیں۔

تنبیہ: ذرا غور کریں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں: اسلام قدامت پسند ہے۔ اسلام نے عورتوں کو پردہ اور عفت و پاکدامنی کی حفاظت کی دعوت دے کر اس نئی تہذیب سے نوازہ ہے، جو اسلام سے پہلے نہیں تھی۔ آج جو لوگ عورتوں کو بے پردہ اور ننگا کر کے آفس و دفاتر، ٹی وی اور سنیما کے پردوں پر لا کر دعوت نظارہ دے رہے ہیں، وہ اسلام سے پہلے کی تہذیب کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اب ذرا سوچیں قدامت پسند وہ ہوئے یا اسلام؟

نوٹ: ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہو گیا، کہ کسی مومنہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنا چہرہ کھول کر کسی نامحرم اجنبی مرد کے سامنے آئے۔ حیرت ہے آج کی اوندھی عقلوں پر کہ جن کو پردے سے باہر ہونا چاہئے، وہ پردے کے اندر ہیں اور جن کو پردوں کے اندر ہونا چاہئے، وہ پردوں کے باہر ہیں۔ دیکھئے اب آفسوں، دفتروں، اسکولوں، کالجوں، اسپتالوں، شورموں، شاپنگ مالوں، غرضیکہ ہر جگہ عورتیں آپ کو نیم برہنہ اور مرد پورے لباس میں ملیں گے۔ یہ رعونت اور حماقت کا اجتماع ہے کہ نہیں؟

مخلوط تعلیم

عورتوں کی آزادی کے نام پر ایک اور فتنہ پھیلا ہوا ہے، اسکولوں اور کالجوں میں جوان لڑکے لڑکیوں کا بے پردہ ایک ساتھ بیٹھ کر پڑھنا۔ بھلا بتاؤ! یہ کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ اسی طرح سیاسی جلسوں، عرسوں کے میلوں، تعزیوں کے تماشوں، سنیما گھروں میں عورتوں کا مردوں کے سامنے بے پردہ پھرنا، کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ میرے دینی بھائیو! خوب سن لو یہ قرآن وحدیث اور دین اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ جو مسلمان ایسا کرتے اور کراتے ہیں وہ یقینا قرآن کی مخالفت اور دین اسلام سے بغاوت کررہے ہیں۔ اے بیٹیوں کے باپو اور بیویوں کے شوہرو ابھی بھی وقت ہے ہوش میں آجاؤ اور اسلامی مسائل کے زیر سایہ زندگی گذارو۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھو!

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پارہ:۲۸-التحریم:٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے اہل خانہ کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

اور اس کے مطابق خود کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ یاد رکھو! اگر آج اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے نہ بچے، تو قیامت کے دن خداوند قہار وجبار کی سخت گرفت سے کس طرح بچ پاؤ گے؟ سوچو اور غور کرو!

نظر کی حفاظت

خالقِ کائنات اپنے حبیب ﷺ کے ذریعہ اپنے بندوں سے فرماتا ہے:

وَ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِ هِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْ كٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (پارہ:۱۸-النور:۳۰)

ترجمہ: اور اے محبوب! مسلمان مردوں کو حکم دو وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے، بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

خدا کی کتاب انسان کے نفس کے اندر چھپے چور اور عیب بے جھجک اور بلا رورعایت بیان کرتی ہے۔ نفس کا سب سے بڑا جاسوس نظر و نگاہ ہے۔ اسی لئے کلام خداعزوجل اور حدیث مصطفیٰ ﷺ نے سب سے پہلے اسی کی گرفت کی اور **غَضِّ بَصَرْ** (یعنی نظر بچانے) کا حکم صادر فرمادیا۔ عفت و پاکدامنی اور معاشرہ کی پاکیزگی کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کو سب سے پہلے جو حکم دیا گیا، وہ نظریں نیچی رکھنے اور نظر بچانے کا دیا گیا۔ اس حکم کا مقصد یہ نہیں ہے کہ لوگ ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہیں اور اوپر نظر ہی نہ اٹھائیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں ان پر نظر نہ ڈالیں۔ عورتیں اپنے شوہر اور محرموں کے علاوہ دوسروں کو نہ دیکھیں اور مرد اپنی بیوی اور محرمات کے علاوہ دوسری عورتوں پر نظر نہ ڈالیں۔ کیونکہ مردوں کا اجنبی عورتوں کے حسن اور ان کی زینت وآرائش سے لذت

اندوز ہونا مردوں کے لئے فتنہ ہے۔ اور عورتوں کا اجنبی مردوں کو منظورِ نظر بنانا اور انہیں خواہش کی نظر سے دیکھنا عورتوں کے لئے فتنہ کا سبب ہے۔ اور سماج ومعاشرہ میں عادتاً فساد کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ اگر مسلمان اس آیت کے حکم پر عمل کریں اور نظر بچانے کی پابندی کر لیں تو بے حیائی و بدکاری کا دروازہ خود ہی بند ہو جائے گا۔ کیوں کہ آنکھیں دل کا جھروکا اور نفس کا چور ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے تب دل میں برے خیالات اور نفس میں شہوتیں اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں، پھر ان وسوسوں اور شہوتوں سے شرم گاہوں میں ہیجان پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد بے حیائی اور بدکاری کا طوفان کھڑا ہو جاتا ہے۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر مت ڈالنا، کہ پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اگر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: فوراً نظر پھیر لو۔ (ابوداؤد)

ابن ابی شیبہ اعلاء ابن زیاد سے راوی، وہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے: **ہرگز اپنی نگاہ عورت کی چادر یا برقع کے حسن پر بھی نہ ڈال۔ اس لئے کہ قلب میں شہوت نگاہ ہی پیدا کرتی ہے۔** (درمنثور)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شیطان مرد وعورت کے تین اعضا میں رہتا ہے۔

مرد کے اعضا: (۱) آنکھ (۲) دل (۳) شرم گاہ

عورت کے اعضا: (۱) آنکھ (۲) دل (۳) سرین

امام ترمذی حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، **وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑنے والی نظر کے بارے میں پوچھا: تو آپ نے مجھے حکم دیا: فوراً پھیر لو۔** (دُرِّ منثور)

ابو امامہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جس مسلمان کی نظر کسی اجنبی عورت پر پڑے پھر وہ فوراً نظر بچا لے، تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت عطا فرماتا ہے، جس کی لذت وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔

حاکم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجنبی عورت پر نظر ڈالنا شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ تو جس نے اللہ کے خوف سے اپنی نظر کو بچا لیا، اللہ عزوجل اسے ایسا ایمان ویقین عطا فرماتا ہے، جس کی حلاوت وشیرینی اپنے دل میں پاتا ہے۔

شیطان کا تیر

حضرت علامہ کاشفی فرماتے ہیں: ذخیرۃ الملوک نامی کتاب میں ہے، **انسان کے جسم میں شیطان کا تیز ترین قاصد آنکھ ہے۔**

کیونکہ تمام حواس اپنی جگہ پر ساکن ہیں، جب تک انہیں کوئی چیز مس نہیں کرتی، اس وقت تک وہ حرکت میں نہیں آتے۔ لیکن آنکھ یہ دور ونزدیک ہر طرح

سے انسان کو کام دیتی ہے اور اسی کے ذریعہ انسان بہت سی غلطیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور سب سے خطرناک یہ ہے کہ آنکھ کی توبہ بہت جلد ٹوٹتی ہے۔

ایں ہمہ آفت کہ بتن می رسد　　　از نظر توبہ شکن می رسد

دیدہ فرو پوش چو در در صدف　　　تا نشوی تیر بلا را ہدف

یعنی یہ بہت سی آفتیں جو انسان کو پہنچتی ہیں، یہ اسی توبہ توڑنے والی آنکھ سے پہنچتی ہیں۔ تیر نظر کو شریعت کے پردہ میں ایسے چھپا کر رکھو، جیسے موتی صدف میں ہوتا۔ تا کہ تم بلاؤں کا نشانہ نہ بنو۔ (روح البیان)

جنت کی ضمانت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

(۱) جب بولو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو۔ (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) اپنی آنکھوں کو غیر محرموں سے بچاؤ۔ (۶) اپنے ہاتھوں کو حرام کاری سے روکو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن قیامت کی ہولناکیاں دیکھ کر ہر آنکھ روئے گی۔ مگر وہ آنکھ جو اللہ کے محارم سے بچی رہی یا خدا کی عبادت میں جاگی یا وہ آنکھ جس سے مکھی کے سر کے برابر بھی خوف خدا سے آنسو نکلے۔ (در منثور)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی اجنبی عورت پر شہوت کی نظر ڈالے گا، قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

اتنی احادیث پڑھنے کے بعد آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نظر کو انسانی شہوات بھڑکانے میں کس قدر دخل ہے۔ اسی لئے شارع اسلام نے **غَضِّ بَصَرْ** (یعنی نظریں جھکانے نظریں نیچے رکھنے) پر اس قدر زور دیا ہے۔

اب وہ حضرات وخواتین غور کریں، جو یہ کہتے ہیں: اصل پردہ تو دل کا پردہ ہے۔ اگر اصل پردہ دل کا پردہ ہوتا اور تیرِ نظر کا اس قدر خطرہ نہ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ - جو انسانوں اور انسانی فطرتوں کا خالق ہے - مردوں سے [**يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ**] اور عورتوں سے [**يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِ هِنَّ**] فرما کر نظریں نیچی رکھنے کا حکم نہ دیتا، بلکہ صرف دلوں کی حفاظت کا حکم دیتا۔ یقینا فتنے برپا کرنے میں نظر کو بہت بڑا دخل ہے، تبھی تو مرد وعورت دونوں کو یکساں اجنبی اور اجنبیہ کو بلا ضرورت دیکھنے سے روک دیا گیا۔ اگرچہ ان میں سے ایک نابینا ہی کیوں نہ ہو۔

جیسا کہ حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں حضرت میمونہ یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، اتنے میں نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا: یہ تو نابینا ہیں، نہ وہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم

انہیں نہیں دیکھو گی؟

عورت کا پردہ

کتاب اللہ میں **غَضِّ بَصَرْ** کا حکم مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں ہے۔ اگر چہ احادیث میں عورتوں کے مقابلے میں مردوں کے لئے زیادہ سختی ہے۔ لیکن پردے اور حجاب کا حکم عورت کے لئے ہے۔ کیونکہ [**وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوتِکُنَّ**] خاص طور سے عورتوں ہی کے لئے آیا ہے۔ کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور اگر کسی ضرورت شدیدہ کی بنا پر نکلنا ہی پڑے، تو پردے اور حجاب سے نکلیں۔ چونکہ فطرتاً نفسیاتی اعتبار سے عورت میں ایک کمزوری ہے وہ یہ کہ اس میں قوت مدافعت اور قوت تمانع بہت کم ہے۔ اور مرد کی فطرت میں اقدام ہے کہ جب وہ کسی چیز کو دیکھتا اور پسند کرتا ہے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے پیش قدمی کرتا ہے۔ اور عورت میں دفع کرنے کی قوت نہیں ہے، کیونکہ وہ صنف نازک ہے۔ اس لئے خالق فطرت نے اس کی کمزوری کے پیش نظر اسے حکم دیا کہ وہ گھروں میں رہے اور اگر سخت حاجت کے وقت نکلنا ہی پڑے، تو پردہ وحجاب سے نکلے۔ حسن کی نمائش کرتی ہوئی نہ نکلے۔

نظارۂ حسن

جس طرح مردوں کو انکی فطرت کی بنیاد پر **غَضِّ بَصَرْ** کا حکم دیا گیا،

چونکہ، ان میں جذبۂ دید بدرجہ اتم انگڑائیاں لیتا ہے، اسی طرح عورتوں کو سختی سے گھر میں رہنے، یا حجاب کے ساتھ نکلنے کا حکم دیا گیا، کہ حسن و جمال کی نمائش کرتی ہوئی نہ نکلیں، نظر و نگاہ ہی کا تو وہ کرشمہ ہے جو عورت کے دل میں، یہ خواہش پیدا کرتا ہے، کہ اسکا حسن دیکھا جائے، اور یہ خواہش کبھی تو نمایاں ہوتی ہے اور کبھی دل کے پردوں میں کہیں نہ کہیں چھپی ہوتی ہے، جسکا اظہار کبھی لباس کی زینت میں ہوتا ہے۔ کبھی بالوں کی زینت میں، کبھی باریک اور مہین کپڑوں کے ذریعہ سے، اور اب تو کبھی بال کٹا کر کبھی دانت ترشوا کر اور کبھی اونچی ایڑی کی چپلوں کے ذریعے سے، اور کبھی شرٹ اور چست جینس پینٹ کے ذریعے سے کبھی ایسے چست تنگ کپڑے پہن کر، جن سے جسم کا ایک ایک انگ نمایا طور پر نظر آتا ہے، حتیٰ کہ اگر کسی عورت نے برقع بھی اس نیت سے خوبصورت اور خوش رنگ کا استعمال کیا، کہ مرد اسکی نمائش کریں، اور اس سے لذت یاب ہوں، تو یہ بھی اسکی خواہشات بے جا میں سے ایک بے جا خواہش ہے۔

مقصد لباس

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسًا يُّوَارِيۡ سَوۡاٰتِكُمۡ وَرِيۡشًا

(پارہ:۸-الاعراف:۲۶)

ترجمہ: اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا تاکہ تمہارے قابل شرم اعضا کو

چھپائے اور تمہاری زینت وحفاظت کا سبب بنے۔

افسوس! آج کے انسانوں نے جس طرح اپنی تخلیق کی حکمت کو فراموش کیا، اسی طرح مقصدِ لباس کو بھی یکسر پسِ پشت ڈال دیا۔ لباس کا مقصد زینت و حفاظت کے ساتھ قابلِ شرم حصوں کو چھپانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شرم وحیا انسان کی فطرت میں پیدا فرمائی ہے۔ دیکھو نا جب گندم خوردنی کے بعد سیدنا آدم وحوا علیہما السلام سے جنت کا لباس اتر گیا، تو وہ جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے جسم کے حصوں کو چھپانے لگے۔ جس کا تفصیلی ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اگر آپ اولادِ آدم وحوا علیہما السلام ہیں، تو لباس میں اسی مقصد عظیم کو مقدم رکھئے۔ اور ایسا لباس منتخب کیجئے، جس سے سب سے پہلے جسم کے قابل شرم حصوں کی پوری پوری ستر پوشی ہو سکے۔

اگر آپ غور کریں تو لباس خدا کی وہ نعمت ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کو نوازا ہے۔ کیا دوسری مخلوقات اس طرح کا لباس استعمال کرتی ہیں؟ کائنات میں ایک ایک حیوان وجانور۔ خواہ وہ بَرّی ہوں یا بحری۔ پر نظر کیجئے، ان میں کوئی ایسا جانور ہے، جو انسانوں کی طرح لباس استعمال کرتا ہو؟

یہ خصوصی انعام وبخشش اللہ نے صرف انسان پر فرمائی ہے۔ کیونکہ اسے زمین پر خلافت کی ذمہ داریاں دیکر بھیجا گیا ہے۔ آپ اس انعام پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے، اس کے احکام پر عمل کیجئے۔ اور اس خصوصی امتیازی وسرفرازی کے

بعد نافرمانی کر کے ناشکری نہ کیجئے۔لباس بھی آپ کے لئے خدا کی ایک زبردست نعمت ہے۔شاید اسی لئے بانئ اسلام نبی کریم ﷺ نے لباس پہننے کی دعا تعلیم فرمائی، کہ خدا کی اس عظیم نعمت کو دیکھ کر انسان شکر کے جذبات میں ڈوب کر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نبی کی تعلیم فرمائی ہوئی یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ

یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کو جس نے مجھے کپڑے پہنائے، جن سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور اسے اپنی زندگی کے حسن و جمال کا ذریعہ بناتا ہوں۔

آپ اس دعا کے معنی پر غور کیجئے اور پھر انسان کی برہنہ حالت کو تصور میں لائیے۔برہنگی کی حالت میں انسان کس قدر معیوب اور بھدّا معلوم ہوتا ہے۔

حالانکہ بہترین لباس انسان کا تقویٰ ہے۔تقویٰ کے لباس سے شاید باطنی پاکیزگی مراد ہے۔اور ظاہری لباس سے مراد انسان کا ایسا لباس ہے، جو شریعت کی نظر میں پرہیزگاروں کا لباس ہو جس سے انسان کے غرور تکبر کا اظہار نہ ہوتا ہو۔

اور نہ عورتیں ایسا لباس استعمال کریں، جو مردوں کی مشابہت کا ذریعہ بنے اور نہ ہی مرد ایسا لباس استعمال کریں، جس سے عورتوں سے مشابہت ہو بلکہ ایسا لباس استعمال کریں، جس کو دیکھ کر محسوس ہو کہ لباس پہننے والا کوئی خدا ترس اور بھلا انسان آرہا ہے، ایسا نہ ہو، کہ تمہیں دیکھ کر کوئی یہ تصور کرے کہ کوئی رنڈی یا فاحشہ آرہی ہے، جو عاشقوں کی تلاش میں نکلی ہے بلکہ عورتیں خاص طور سے لباس میں ان

حدوں کا لحاظ کریں، جو شریعت نے انکے لئے مقرر فرمائیں ہیں۔ اور شریعت کا مقرر کیا ہوا لباس انکی عزت و آبرو اور انکی عصمت کی حفاظت کا ضامن ہے اسلئے میری پیاری ماں، بہنوں، ان تمام باتوں اور کاموں سے اور اس لباس سے آپ دور بھاگئے جن سے تمہارے دامن عصمت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ ہو، یہ تمہاری زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے ضروری ہے، اور خدا کی کتاب ہدایت کا تقاضہ بھی یہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے دوسرے کے قابل ستر حصوں کو دیکھنے پر سخت احکام دیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

لاَ یَنظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَۃُ اِلٰی عَورَۃِ الْمَرْاَۃِ

یعنی کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ اور ننگا نہ دیکھے۔

اور فرمایا: **ملعون ہے وہ شخص جو اپنے بھائی کے قابل ستر حصے پر نظر ڈالے۔**

اور فرماتے ہیں: **خدا کی قسم! میں آسمان سے پھینکا جاؤں اور میرے دو ٹکڑے ہو جائیں، یہ میرے لئے اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ میں کسی کے پوشیدہ مقام کو دیکھوں یا کوئی میرے پوشیدہ مقام کو دیکھے۔**

اور فرمایا: **خبردار! خبردار! قضائے حاجت اور مباشرت کے علاوہ کبھی برہنہ نہ ہونا۔ کیوں کہ تمہارے ساتھ وہ ہے جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔**

ستر پوشی کرے تو لباس

اسلام کی نظر میں وہ لباس لباس ہی نہیں، جس سے قابل ستر اعضا جھلکیں

اور ستر نمایاں ہو۔ اس بارے میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی ایک حدیث کا خلاصہ سن لواور ہوش میں آجاؤاور خودکودوزخ سے بچاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، بنی کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں دو گروہ ہیں، ان میں ایک ان عورتوں کا ہے جو ظاہر میں تو کپڑے پہنتی ہیں، مگر حقیقت میں ننگی ہیں۔ یعنی اس قدر باریک اور چست لباس پہنتی ہیں کہ ان کا بدن جھلکتا اور قابل ستر اعضا پورے پورے نمایاں ہوتے ہیں، کہیں کھلے کہیں چھپے۔ یہ عورتیں خود ہی مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں کہ خوب بناؤ سنگھار کر کے دوسروں کا دل لبھاتی پھرتی ہیں۔ سر اور چھاتی سے دوپٹہ اتار کر دوسروں کو دکھاتی پھرتی ہیں۔ اونچی ایڑی کی جوتی پہن کر اونٹوں کی طرح ناز سے اتراتی مٹک مٹک کر چلتی ہیں، تاکہ دوسرے مردوں کو اپنی طرف مائل کریں۔ ایسی عورتیں ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔ جبکہ جنت کی خوشبو دور دور تک پھیلے گی۔ (خلاصۂ حدیث مسلم ومشکوٰۃ)

اسلامی معاشرہ

اسلام سے پہلے عرب لباس اور ستر پوشی کے معاملے میں آج کل کی معزز ترین کہلانے والی قوموں سے کچھ مختلف نہ تھے۔ وہ ایک دوسرے کے سامنے بے تکلف ننگے ہو جاتے تھے، غسل اور قضائے حاجت میں پردہ کرنا ان کے لئے کچھ ضروری نہ تھا، بلکہ کعبے کا طواف بالکل برہنہ ہو کر کیا جاتا تھا اور اسے

ایک اچھی عبادت سمجھا جاتا تھا۔اس زمانے کی عورتوں کا لباس ایسا ہوتا تھا جس میں سینے کا کچھ حصہ کھلا رہتا تھا اور بازو، کمر اور پنڈلیوں کے بیچ بعض حصے کھل جاتے تھے ۔ یہ سب کچھ پہلے آپ سنتے ہوں گے۔کیا آج یہ اسلام سے پہلے کی ساری تہذیب یورپ اور امریکہ سے چل کر کے ہمارے مسلم گھرانوں میں داخل نہیں ہو چکی ہے؟ کیا آج عورتیں اپنے باپ اور اپنے شوہروں کی آمدنی کا بہت سا حصہ اپنی آرائش، اپنے لباس اور طرح طرح کے میک اَپ کی اشیا پر نہیں خرچ کر رہیں؟ کیا یہ آرائش انہیں بازاروں، چوراہوں اور سوسائٹی کی طرح طرح کی محفلوں میں گھر سے نکال کے نہیں لے جارہی ہے؟ چونکہ وہ جب سجی ہیں تو انہیں مردوں سے خراج تحسین بھی وصول کرنا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ سب کچھ ان کی نظروں میں کھپ جانے کے لئے ہی تو کیا ہے۔ ادھر سے جذبۂ نمائش ادھر سے شوقِ نظارہ۔ ادھر صرف برہنہ ہونا باقی ہے اُدھر سے **هَلْ مِنْ مَزِيْدٌ** کی صدا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے۔ مسلم خواتین کو تو پیغمبر اسلام علیہ السلام نے شرم وحیا کا درس عظیم دیا اور فرمایا اجنبیوں میں زینت کے ساتھ ناز ونخرے سے چلنے والی عورت قیامت کے دن کی اس تاریکی اور اندھیری کی طرح سے ہے، جس میں کوئی روشنی نہ ہو۔

شرم وحیا

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ، رسول اور قیامت کے دن پہ ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے۔

یہ کہہ کرآپ نے اپنی کلائی کے آدھے حصے پر ہاتھ رکھا۔

ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے مولیٰ علی سے فرمایا: اپنی ران کسی کے سامنے مت کھولواور نہ کسی زندہ اورمردہ کی ران پرنظرڈالو۔ (تفسیر کبیر)

ذرا پہلی حدیث پرغور کیجئے، آپ کومعلوم ہوجائے گا کہ دین اسلام میں فرمانبرداری کی بنیاد ایمان پررکھی گئی ہے، کہ جوشخص اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، اس کی کتاب اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہی شریعت کے امر و نہی کا اصلی مخاطب ہے۔ ایسے مومن بندہ کے لئے صرف اتنا جاننا کافی ہے کہ فلاں امر یا نہی خدا یا رسول کی ہے، تو اس کے ایمان کا تقاضہ ہے، ان کے امرکو بجالائے اور ان کے نہی ومنع سے پرہیز کرے۔ اب اگر ایک مومنہ عورت کے سینے میں ایمان ہے اور وہ اپنے اندر شرم وحیا کا کچھ اثر رکھتی ہے، تو اسے چاہئے کہ بخوشی ورغبت اپنے خدا اور رسول کے احکام کو قبول کرے اور اپنی حدوں سے ہرگز تجاوز نہ کرے۔ اور ایمانی تقاضہ بھی یہی ہے۔

بہت سے لوگوں نے عبادت کا مطلب صرف نماز یا زیادہ سے زیادہ روزہ ادا کرلینا سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اصل عبادت تو یہ ہے کہ بندہ اپنے خالق و مالک کا ایسا مطیع وفرمانبردار ہوجائے، کہ ہرحال میں اس کے احکام کو مقدم رکھے اور ایک لمحہ بھی ان کے خلاف نہ کرے۔ خدا کی کتاب نے مرد وعورت کے باطن کی اصلاح کیلئے ایک ایک باطنی عیب اور کمزوری کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ساتھ میں اس

کتابِ ہدایت نے موت اور آخرت کا تصور بھی پیش کر دیا۔ اگر ہم ذرا بھی فکر سے کام لیں تو یہ کتاب اور موت کا تصور ہمارے لئے بہترین معلم و استاد ہیں۔

شرم وحیا کے سلسلے میں ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقٌ وَ خُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ (مشکوٰۃ)

ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔

حیا تو خیر کا مصدر ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْحَيَاءُ لَا يَاتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ

شرم وحیا تو بہتر سے بہتر کام کراتی ہے۔

ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (بخاری)

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن **(جب تجھ میں حیا نہیں تو جو تیرا جی چاہے کر)**

چونکہ جب انسان میں حیا نہ ہوگی، تو اس پر وہ شہوت و خواہش غالب آ جائے گی، جو حیوانی فطرت کا مبدأ ہے۔ پھر کوئی مُنکَر و بدکاری اس کے لئے بدکاری نہ رہے گی۔ کیونکہ جب انسان میں شرم وحیا ہوتی ہے، تبھی اس کی طبیعت بدکاریوں اور گناہوں سے نفرت کرتی ہے۔ اس لئے کہ حیا نام ہی **اس قوت کا ہے، جو انسان کو فحش، منکر اور ناجائز کام کا ارتکاب کرنے سے روکے۔** اب سماج میں بڑھتی ہوئی عریانیت اور ننگا پن دیکھ کر لگتا ہے کہ ہماری سوسائٹی -خواہ مرد ہوں یا عورتیں- ان

میں برائی سے روکنے والی قوت -شرم وحیا- ہی ناپید ہوگئی ہے۔ اگر ان میں شرم و حیا کی قوت اور ملکہ ہوتا، تو وہ ضرور خود بھی اس برائی سے رکتے اور دوسروں کو بھی روکتے۔ اور جب شرم وحیا بالکل رخصت ہو جائے، تو ایمان کی خیر نہیں۔

لو پڑھو اپنے نبی علیہ السلام کا فرمان۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، نبی ﷺ فرماتے ہیں: خبردار! حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کر دیئے گئے ہیں۔ کہ جب ان میں سے ایک جاتا ہے تو دوسرا بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

اور کہاوت مشہور ہے: **كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ (برتن میں جو ہوگا وہی نکلے گا)** جب حیا نہیں تو حیا والے کام کہاں سے ہوں گے؟

عورت کا کمال اور خوبی

ایک دن سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم، رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے حاضرین مجلس سے فرمایا: آپ لوگ بتاؤ! عورت کے لئے سب سے بہتر اور اعلیٰ خوبی کیا ہے؟ اس پر تمام صحابہ خاموش رہے اور کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ سیدنا مولیٰ علی فرماتے ہیں: میں نے واپس جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کیا: عورت کے لئے سب سے بہتر بات کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: عورت کے لئے سب سے بہتر اور اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ نہ وہ اجنبی مردوں کو دیکھے اور نہ اجنبی مرد اسے دیکھے۔ مولیٰ علی نے حضور کی خدمت میں آ کر یہ جواب عرض کیا۔ جواب سن کر آقا ﷺ بہت خوش ہوئے اور

فرمایا: کیوں نہ ہووہ میری ہی تولخت جگر ہیں۔ (دارقطنی، منقول از سنی بہشتی زیور)

آنکھ اور زبان سے زنا کا گناہ

خدا کی کتاب نے انسان کی ہر دکھتی رگ کو پکڑا ہے۔ لیکن اس کا تعلق انسان کے خود اپنے ضمیر سے ہے، اس کے لئے کوئی قانون نہیں۔ مرد ہو یا عورت ہر ایک کو خود اس بات کا حساب لینا چاہیے کہ اس کی میٹھی میٹھی بولی اور نیچی نیچی نظروں میں کوئی گندا جذبہ یا بری نیت تو نہیں؟ زبان کو دیکھئے! دنیا میں اس سے کتنے فتنے ہوتے ہیں۔ کفر و شرک یہ کرے۔ لڑائی جھگڑے کے گناہ یہ کرائے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرد عورت بات کر رہے ہیں، بظاہر کوئی برائی نہیں کر رہے ہیں، مگر نفس کا چھپا ہوا چور آواز میں حلاوت و شیرینی اور لب و لہجے میں لچک پیدا کر کے اندر ہی اندر رس گھول رہا ہے۔ اب دنیا کا کون سا قانون یا سائنس کی کون سی مشین اس چور کو پکڑ سکتی ہے؟ کوئی نہیں۔ لیکن خدا کی کتاب اس چور کو پکڑ لیتی ہے۔ پڑھئے:

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (پارہ ۲۲۔ سورۃ الحزاب)

ترجمہ: اگر تمہارے دل میں خدا کا ڈر ہے تو ایسے نرم لہجہ میں بات نہ کرو، کہ جس سے دل کا روگی (بری نیت والا) **تم سے کچھ** (ناجائز) **امیدیں لگالے۔ ہاں سیدھے سادے انداز میں بات کرو۔**

اس آیت سے نصیحت حاصل کریں اور دیکھیں کیا آپ کے گھر میں عورتیں

اور جوان لڑکیاں اجنبیوں سے آمنے سامنے یا موبائل پر لچک دار لب و لہجے میں باتیں تو نہیں کرتیں؟ یا موبائل و ٹی وی پر شہوت بھڑکانے والے گانے اور ڈرامے تو نہیں دیکھتی۔ یاد رکھو بقدرِ ضرورت کلام کے سوا اجنبیوں سے گفتگو حرام و ناجائز ہے۔ نیز جو لوگ اپنی لڑکیوں کو تنہا ڈرائیور یا جوان رکشے والے کے ساتھ اسکول و کالج اور مارکیٹ میں بھیجتے ہیں، وہ بھی یاد رکھیں اسلام میں ہرگز اس کی اجازت نہیں۔ ارے جب حج جیسی رکنِ اسلام عبادت کے لئے عورت کا بغیر محرم کے گھر سے نکلنا جائز نہیں، تو کسی اور کام کیلئے نکلنا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے سماج میں فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسلام ہر اس چیز سے روکتا ہے جو سماج میں فتنہ وفساد پیدا کرے۔

دیگر اعضا کا گناہ

اگر آپ غور کریں اور اپنے زندہ ضمیر سے خود ہی حساب لیں، تو آپ کا زندہ ضمیر آپ کو بتائے گا کہ اجنبیہ عورت کی طرف آپ کا میلان، اس کے حسن سے آنکھوں کا لطف اندوز ہونا، اس کی آواز سے کانوں کا لذت اٹھانا، اس سے بول چال میں زبان کا لوچ کھانا، اجنبیہ کے ہاتھ سے ہاتھ ملانا، ایک ہی کرسی پر جسم سے جسم مس کر کے بیٹھنا اور معشوقہ کی گلی کوچے کی خاک چھاننے کے لئے قدموں کو بار بار اٹھانا، ان سب میں آپ کی نیت کیا ہے؟ اسے کوئی سپاہی نہیں پکڑ سکتا۔ یہ نفس کا چور ہے! اسے صرف زندہ دل کوتوال ہی پکڑ سکتا ہے۔ اُس صادق اور سچے نبی

ﷺ کی حدیث سنو، جن کی شان میں خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے:

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (پارہ:۲-البقرۃ:۱۵۱)

ترجمہ: اور (تمہارے نبی) تمہیں (تمہارے نفس کے چھپے ہوئے) وہ (چور) بتائیں گے، جن کو تم نہیں جانتے ہو۔

بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ كَتَبَ عَلٰى اِبْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَ زِنَا الْاُذُنَيْنِ الْاِسْتِمَاعُ وَ زَنَا الْيَدَيْنِ الْبَطْشُ وَ زِنَا الرِّجْلَيْنِ الْخَطْوُ وَ النَّفْسُ تَمَنّٰى وَ تَشْتَهِي وَ الْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْ يُكَذِّبُهُ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی پر زنا کا کچھ حصہ لکھ دیا ہے، جس کو وہ لامحالہ پا کر رہے گا۔ آنکھ کا زنا اجنبی عورت کو دیکھنا، زبان کا زنا اجنبیہ سے گفتگو میں لچک پیدا کرنا، کانوں کا زنا اجنبیہ کی باتوں سے لطف اندوز ہونا، ہاتھوں کا زنا دست درازی ہے اور پاؤں کا زنا اجنبیہ کے کوچے کی خاک چھاننا ہے۔ نفس تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب۔

احکامِ حجاب

عورت پر فرض ہے کہ وہ ہر غیر محرم مرد سے پردہ کرے۔ وہ مرد چاہے اجنبی ہو یا رشتے دار، باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر۔ جو مرد، عورت کے محرم ہیں ان

سے پردہ نہیں۔

مُحْرَمْ

محرم وہ مرد ہے جس سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ جیسے: باپ، دادا، نانا، چچا، ماموں، بھائی، بیٹا، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسا وغیرہ

غیرمحرم

غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہوسکتا ہے۔ جیسے: چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، جیٹھ، دیور وغیرہ۔ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں، ان سب سے اجنبیوں کی طرح پردہ کرنا فرض ہے۔ اوران میں دیورتو اتنی خطرناک چیز ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اَلْحَمُّ مَوتٌ** (دیور موت ہے) بعض جگہوں پر دیوروں سے ہنسی مذاق تک کیا جاتا ہے، جوکہ سخت خطرناک ہے۔

عورت کا پیر بھی عورت کے لئے غیر محرم ہے۔ اس لئے عورت کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا چاہئے۔ اور پیر کے لئے بھی حرام ہے کہ وہ مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے ساتھ بیٹھے۔ بلکہ پیر کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ وہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ **سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: خدا کی قسم! سرکار ﷺ کا ہاتھ بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا۔ آپ صرف کلام سے بیعت فرمایا کرتے تھے۔**

اسی طرح مشرکین کی عورتوں سے بھی مسلمان عورتوں کو پردہ کرنا چاہئے۔
یوں ہی ہجڑوں اور بدچلن عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے۔(عامۃ الکتب)

عورت کو کن رشتہ داروں کے سامنے آنے کی اجازت ہے؟

عورتوں کو بغیر منہ چھپائے اور بغیر پردہ کئے اپنے خاص خاص رشتے داروں کے سامنے آنے کی اجازت ہے۔جن میں سے بعض کا بیان اللہ کی کتاب میں ان الفاظ میں ہے:

وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ

(پ:۱۸-النور:۳۱)

ترجمہ: اور مسلمان عورتیں اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہروں کے باپ یا شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا دین کی عورتیں۔

مذکورہ رشتہ داروں سے عورت کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

عورت کس طرح جسم چھپائے؟

عورت کا جسم سر سے پاؤں تک قابلِ ستر ہے،جس کا چھپانا ضروری ہے۔

چہرہ، کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے تک پاؤں کے علاوہ کہ ان تینوں حصوں کا چھپانا نماز میں فرض نہیں۔ ان تین کے علاوہ اگر جسم کا کوئی حصہ کھلا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ اس لئے عورت کا لباس ایسا ہونا چاہیئے، جو سر سے پاؤں تک اس کو ڈھکا رکھے۔ اور کپڑا اس قدر باریک نہ ہو، جس سے سر کے بال یا پاؤں کی پنڈلیاں یا پیٹ اوپر سے ننگا معلوم ہو۔ ہاں شوہر اور ماں باپ کے سامنے ہو تو دوپٹہ اتار سکتی ہے۔ اسی طرح جب گھر میں اکیلی ہو، تب بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر داماد یا دوسرا رشتے دار ہو تو سر کا ڈھکا ہونا ضروری ہے۔ یوں ہی شوہر کے علاوہ جو بھی گھر میں آئے تو آواز دے کر آئے۔

کن صورتوں میں عورت کو دیکھنا جائز ہے؟

حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تم نے اس عوت کو دیکھ لیا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اسے دیکھ لو۔ اس لئے کہ اس کی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت و محبت کا پہلو غالب رہے گا۔** (بہار شریعت)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو، اسے اِس نیت سے دیکھنا جائز ہے۔ اسی طرح عورت اس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغامِ نکاح بھیجا ہو، دیکھ سکتی ہے، اگر چہ اندیشہ شہوت ہو۔ مگر دیکھنے میں دونوں کی نیت یہی ہو کہ ہم حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ (بہار شریعت)

طبیب مریضہ کے مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔ قاضی جو عورت کے متعلق
کوئی حکم دینا چاہے، وہ بھی بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے۔ کاسِبَہ - جس عورت کا کوئی
کمائی کرنے والا نہ ہو- روزی حاصل کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے،
بشرطیکہ باپردہ ہو۔ اسی طرح والدین اور خاص رشتے داروں سے ملاقات کے لئے
بھی نکل سکتی ہے اور بھی کچھ خاص صورتوں میں شریعت نے عورت کو گھر سے نکلنے کی
اجازت دی ہے۔ تفصیل کے لئے **بہار شریعت** اور **اسلامی زندگی** کا مطالعہ کیجئے۔

تنبیہ: شریعت نے جن صورتوں میں عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت و
رخصت دی ہے، اس کا مطلب یہی ہے کہ پردے کے ساتھ نکلے۔ آج کل کے
رواج کی طرح نہیں کہ یا تو بے برقع و بے پردہ باہر ماری ماری پھرتی ہیں۔ یا اگر
برقع ہے بھی تو منھ کھلا ہوا۔ اور برقع بھی ایسا خوشنما چمکدار کہ حسن بڑھائے، اور
دوسرے مردوں کو دعوتِ نظارہ دے۔ یہ سب کچھ بالکل جائز نہیں۔ یہ احکام تو گھر
سے باہر نکلنے کے تھے۔ اب رہا سفر کرنا، تو میرے اسلامی بھائیو بہنو! خبر دار!
خبردار! عورت کو اکیلے یا کسی اجنبی مرد کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے۔ ضروری ہے کہ
اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ وہ لوگ ہوش میں آئیں جو اپنی جوان لڑکیوں کو امریکہ،
برطانیہ، سعودیہ عربیہ وغیرہ جانے کے لئے ایئر پورٹ پر تنہا چھوڑ کر چلے آتے ہیں
اور شوہر کو فون کرتے ہیں کہ تم فلاں ائیر پورٹ پر آ کر لے لینا۔ یا دلی، بمبئی دور
دراز شہروں میں جانے والی ٹرینوں پر اکیلی جوان لڑکی کو بے پردہ بٹھا دیتے ہیں

اور ادھر فون کرتے ہیں کہ تم فلاں اسٹیشن پر اتار لینا۔ میرے دوستو! یہ سب کچھ ناجائز بھی اور خطرناک بھی۔ دنیا میں مسلمان خواتین کے ساتھ کیا کیا ہو رہا ہے؟ کیا اب بھی آنکھیں نہ کھلیں گی؟

غافل بندوں ہوش میں آؤ   مذہب کی آغوش میں آؤ

پردے کے احکام عورت پر کب سے؟

سیدہ صدیقہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں باریک کپڑے پہن کر حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسما جب عورت بالغ ہو جائے، تو منہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ اس کے بدن کا کوئی حصہ نہیں دکھائی دینا چاہئے۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ شوہر کے علاوہ اپنے مرد رشتہ داروں سے چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ جسم کے قابل ستر حصوں کا گھر میں رہ کر بھی چھپانا ضروری ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس پر پردے کے احکام عائد ہو جاتے ہیں۔ اور یہ احکام اس وقت تک نافذ و جاری رہتے ہیں جب تک اس میں جنسی کشش باقی رہے۔ البتہ اس عمر سے گزر جانے کے بعد اس میں کچھ تخفیف کر دی جاتی ہے۔ تفصیل کے لئے آپ سورۂ نور کی تفسیر کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

ہمارے وہ اسلامی بھائی اور بہنیں اس حدیث سے نصیحت حاصل کریں جو اپنی بچیوں کو شادی سے پہلے برقع و حجاب استعمال کرانے سے دور ہیں۔ حالانکہ ان

کے گھروں میں بوڑھی اور ادھیڑ عمر کی عورتیں پردے اور حجاب کے ساتھ آنا جانا کرتی ہیں۔ پتہ نہیں ہماری عقلوں پر پتھر پڑے ہیں۔ ہم ایک لمحہ غور نہیں کرتے۔ چلو جن گھروں میں پردے کا چلن ہی نہیں، ان سے اس مسئلہ میں کیا شکوہ کیا جائے۔ لیکن جن گھروں میں آج بھی پردہ کیا جاتا ہے، وہاں بھی جوان بچیاں پردے سے دور ہیں۔ آپ خود سوچئے! وہ بوڑھی عورتیں جن کی جنسی خواہش فنا ہو چکی ہے اور اب ان میں کوئی کشش باقی نہیں ہے، ان کے مقابلے میں ان نوجوان غیر شادی شدہ لڑکیوں کو۔ جن میں جنسی خواہش اور کشش اپنے شباب پر ہے۔ کس قدر سخت پردے کی ضرورت ہے؟ جب کہ ابھی انہیں دوسرے کے گھر کی زینت بھی بننا ہے۔ جب یہ اپنا حسن و جمال باقی رکھیں گی، تبھی تو دوسر کے گھر کی زینت بنیں گی۔ اور جب بے پردگی وعریانیت ان کے چہروں کے بھولے پن اور ان کے دامن عصمت کو داغدار کر دے گی، تو یہ کس کی زینت بنیں گی؟ کس کے دل جیتیں گی؟ ہمارے استاذ فرمایا کرتے تھے۔ ؎

وہ عورت رہ نہیں سکتی حسیں جو بے پردہ پھرتی ہے
سبب اس کا یہ ہے اس پر نظر کی مار پڑتی ہے

نیک باپ کی بیٹی کو نصیحت

حضرت خارجہ خرازی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی بیٹی کا نکاح کیا، تو آپ نے انہیں چند نصیحتوں سے نوازا۔ فرمایا: بیٹی! اب تک تم جس گھر میں محفوظ تھیں،

وہاں سے نکلتی ہو اور ایسے گھر میں جارہی ہو، جسے تم پہچانتی نہیں۔ اور ایسے کے پاس چلی ہو، جسے تم سے ابھی محبت نہیں۔ اب تم اس کے سامنے زمین بن کر رہنا وہ تیرے لئے آسمان بن جائے گا۔ تم اس کا بچھونا بن جانا وہ تمہارا سہارا ثابت ہوگا۔ تم اس کی کنیز بن جانا وہ تمہارا غلام بن جائے گا۔ تم ہر وقت اس کے ساتھ نہ پھرنا ورنہ اسے تم سے نفرت ہو جائے گی۔ اس سے دور بھی نہ بھاگنا ورنہ وہ تجھے بھول جائے گا۔ جب وہ تیرے پاس آئے تو تو اس کے اور قریب ہونے کی کوشش کرنا اور جب وہ تم سے علیحدہ رہنا چاہے تو تم اس سے الگ رہنا۔ اور تاکیداً فرمایا: بیٹی تو اس کی ناک، کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا، تاکہ اسے خوشبو کے علاوہ کچھ اور سونگھنے کا موقع نہ ملے۔ تمہاری اچھی اچھی باتیں ہی اس کے کانوں تک پہنچیں اور جب وہ تم پر نظر ڈالے تو تیرے حسن و جمال کے سوا کچھ اور نہ دیکھ پائے۔ (نزہتہ المجالس)

اس ایک مختصر سے واقعہ میں کس قدر نصیحتیں ہیں ہماری قوم کے باپوں اور بچیوں کے لئے۔ اگر ہماری قوم کے سب باپ اپنی بچیوں کو اسی طرح نصیحتیں کریں اور ہماری بچیاں ان نصیحتوں پر عمل کر لیں، تو ہماری بہت سی مصیبتیں اپنے آپ حل ہو جائیں گی۔ اور ہمارے گھر رشک جنت بن سکتے ہیں۔ اس کتابچے کو پڑھنے والی بچیو! اگر تمہارے باپ تمہیں نصیحت نہ بھی کریں، تو تم اس کتابچے کو پڑھ کر اور ان نصیحتوں پر عمل کر کے اپنے حسن و جمال کو بچا کر دین و دنیا میں عزت کما سکتی ہو۔ اور اس نئے دور کی آزادی - جو حقیقت میں آزادی نہیں بلکہ قید و گرفتاری ہے - سے بچ

کر اپنے حسن کو دوبالا کر سکتی ہو اور اپنی آخرت سنوار سکتی ہو۔

عورتوں کو سب سے بڑا فریب

دنیا جانتی ہے کہ انسان کی عزت و عظمت کی بقا و مضبوطی اس کے معاشی حالات کی مضبوطی سے سمجھی جاتی ہے۔ اور معاشی بے بسی اور روزی روٹی کی کمزوری عورت تو عورت مرد کو بھی سماج میں غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اسلام کے علاوہ دنیا میں کوئی اور مذہب ہے، جس نے اسلام کی طرح عورت کو معاشی حیثیت سے مضبوط کیا ہو؟ تاریخ عالم اٹھا کر دیکھ لیجئے! ہر تہذیب اور ہر سوسائٹی میں اس نکتے سے عورت کو کمزور ہی کیا گیا ہے۔

نئے دور کے روشن خیال لوگوں اور یورپ کی تہذیب نے اس حالت کو بدلنا چاہا اور اس طور پر بدلا کہ عورت کو گھر ایک کمانے والا کا فرد بنا دیا۔ وہ عورت جسے اسلام نے گھر کی ملکہ بنایا تھا، اِس نئی تہذیب نے گھر کی ملکہ کو تختِ مملکت و عزت سے اتارا اور فکرِ معاش (روزی روٹی کمانے) کی مصیبتوں میں پھنسا کر در در کی خاک چھاننے والا مزدور بنا دیا۔ یہ نئی تہذیب عورت کو محبت کی نظر سے نہیں تجارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور یہ بھولی بھالی عورت خوش ہے، کہ آزادی ملی۔ چونکہ اس تہذیب نے اس کو آزاد اور خود مختار بنا دیا ہے۔ حالانکہ اہلِ نظر جانتے ہیں کہ یہ آزادی آزادی نہیں، بربادی ہے۔ کیونکہ جب تک عورت گھر کے اندر تھی تو محبوبِ نظر تھی، لیکن جب سے آفس میں آئی ہے تو مجبور محض اور مظلوم بن کر رہ گئی

ہے۔اب اگر وہ اس مجبوری اور مظلومیت کو سمجھ نہ پائے یا نہ سمجھے تو اس کا کیا علاج ؟

اسلام نے گھر میں بیٹھنے اور گھر سنوارنے کی ذمہ داری اس کے حوالے کی تھی اور کمانے سے اسے بری الذمہ کیا تھا۔اسی لئے اسلام نے عورت کو وراثت کے سلسلے میں اتنے وسیع حقوق دیئے۔کہ باپ سے وہ لے، بھائی سے وہ لے، شوہر واولاد اور دوسرے رشتہ داروں سے اسے وراثت ملے۔شوہر سے اسے جو مہر ملے وہ خالص اس کی ملک بنے، جس میں دخل دینے کا حق نہ باپ کو نہ شوہر کو اور نہ کسی اور کو۔اور اس مہر کے ساتھ اس کا نفقہ ہر حال میں اس کے شوہر پر واجب۔عورت کتنی ہی مالدار ہو، شوہر اس کے نفقہ سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔

دیکھا آپ نے! اسلام نے عورت کو معاشی اعتبار سے کس قدر مضبوط اور مستحکم بنایا۔ جب وہ معاشی اعتبار سے مضبوط ہے، تو سابقہ کلیہ کے مطابق اسے کون بے عزت کرسکتا ہے؟ لیکن یہ سب کچھ عورت ہونے کی حیثیت سے ہے۔نہ مرد بننا اس کا حق ہے، نہ مرد بننا اس کو زیبا، نہ اس کو مردانہ زندگی گذارنا چاہئے اور نہ وہ مردانہ زندگی میں کامیاب ہوسکتی ہے۔کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔اب اگر وہ فطرت کے خلاف کام کرے گی، تو ظاہر ہے اپنی عزت اور اپنے حسن دونوں کو برسر عام نیلام ہی کرے گی۔

اب بتاؤ! اسلام نے عورت کو عزت وعظمت اور آزادی واختیار دیئے، یا اس نئی تہذیب نے، جس پر تم مٹے جارہو؟ مسلمانو! ہوش کے ناخن لو! اس سے پہلے

کہ تمہارا سب کچھ برباد ہو جائے، اپنی حفاظت کا سامان کرلو۔

حسن کی حفاظت

عورت کا معنی ہی ہے: پردے کی چیز۔ عورت کا سب سے بڑا کمال وخوبی یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور پر نہ ہو۔ جیسا کہ آپ مولیٰ علی کی حدیث میں پڑھ چکے ہیں۔ کیونکہ اگر اس کی نگاہ میں چند مرد آ گئے یا وہ چند مردوں کی نظر میں آ گئی، تو جان لو کہ وہ اپنے حسن اور جوہر کو کھو بیٹھی۔ آپ غور کیجئے! بے حجابی اور بے پردگی نے عورتوں کا حسن و جمال بری طرح برباد اور مسخ کر کے رکھ دیا ہے؟ اب حسن اصلی کو زائل کرنے کے بعد حسن مستعار اور حسن عارضی کو حاصل کرنے کے لئے مارکیٹ اور بازاروں میں بے پردہ گشت کرتی پھر رہی ہیں۔ اور اپنے باپ اور اپنے شوہروں کی کمائی میک اَپ کے سامان میں برباد کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے! ایک وہ پردہ میں محفوظ حسن اصلی تھا کہ جب کبھی چہرے پر پسینہ آتا تھا تو حسن میں نکھار آجاتا تھا، اور ایک یہ حسنِ میک اپ ہے کہ اگر کبھی بس یا ٹرین میں پھنس جائیں اور پسینہ آجائے، تو ایک لمحے کے اندر یہ سارا حسن خاک میں مل جائے۔ اگر عقل ہو تو پردے کی حکمتیں سمجھو۔

پردہ کی حکمتیں

(۱) عورت کی مثال سفید کپڑے کے مانند ہے۔ اگر سفید کپڑے پر معمولی سا دھبہ

پڑ جائے تو دور سے چمکتا ہے۔اسی طرح اجنبیوں کی نظریں عورت کے لئے ایک بدنما داغ ہیں۔اس لئے اسلام نے عورت کو پردے میں رکھ کران بدنما داغوں سے بچا کر اس کے حسن و جمال کی حفاظت کرنے کے ساتھ اس کی عزت افزائی فرمائی۔حدیث شریف میں عورتوں کو کچی شیشیاں بتایا گیا ہے۔

ایک سفر میں اشعار پڑھے جا رہے تھے، سرکار ﷺ نے فرمایا: مت پڑھو، کیونکہ ہمارے ساتھ کچھ خواتین ہیں، جو کچی شیشیاں ہیں۔

(۲) عورت کا دل بہت ہی نازک ہوتا ہے، ہر طرح کا اثر بہت ہی جلد قبول کر لیتا ہے اسی لئے اس کو صنف نازک کہتے ہیں۔اور ہر شخص جانتا ہے کہ نازک چیزوں کو پتھروں سے بچاتے ہیں کہ کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔اور عورت کے لئے اجنبیوں کی نظریں پتھر سے کم نہیں۔اس لئے اسلام نے پردہ کا حکم دے کراس صنف نازک کو نظروں کے پتھروں سے بچایا ہے۔

(۳) عورت گھر کی دولت ہے اور دولت کو گھر میں چھپا کے رکھا جاتا ہے۔دولت ہر ایک کو دکھانے کی چیز نہیں۔

(۴) اسلام نے ہر عزت والی چیز کے لئے پردہ پسند فرمایا ہے۔دیکھو گھروں میں عظمت والا گھر کعبہ ہے، اس پر غلاف پڑا ہوا ہے۔کتابوں میں سب سے عظمت والی کتاب کلام اللہ ہے، اس کو بھی جزدان و غلاف میں رکھا جاتا ہے۔عورت بھی اسلام میں باعزت اور محترم ہے، اسی لئے اس کو پردے میں رکھا گیا۔

(۵) اسلام نے عورت کو پردہ میں رکھ کر اس کے حسن و جمال کی حفاظت کی ضمانت لی ہے۔ آپ دیکھئے انسان کے جو اعضا کھلے رہتے ہیں، ان کا رنگ و روپ اڑ سا جاتا ہے اور جو چھپے رہتے ہیں، ان کا رنگ اور خوبصورتی قائم رہتی ہے۔

(٦) عورت چمن اسلام کا ایک پھول ہے اور پھول چمن ہی میں ہرا بھرا رہتا ہے۔ اگر توڑ کر اسے باہر نکالا جائے تو وہ مرجھا جاتا ہے۔ عورت کا چمن اس کا گھر اور اس کے بال بچے ہیں، اب یہ اگر بلاضرورت گھر سے باہر نکلے گی تو یہ نازک پھول یقینا مرجھا جائے گا اور اس کے چہرے کی رونق جاتی رہے گی۔ (اسلامی زندگی وغیرہ)

آغوشِ صَدَف جس کے نصیبے میں نہیں ہے　　　وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

حدودِ شرعی

جب شریعت نے عورتوں کو مسجد کی جماعت، جمعہ، عید گاہ اور نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہیں دی، تو خود سوچو! بازاروں، کالجوں اور تفریح گاہوں میں سیر و تفریح کی اجازت کیسے ہو سکتی؟ وہ بھی ننگی و برہنہ اور خوشبو سے معطر ہو کر۔

اسلام ایک مسلمان عورت کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر بازاروں، راستوں سے گزرے یا محفلوں میں شرکت کرے۔ کیوں کہ اگر اس نے حجاب و پردے سے اپنے حسن و زینت کو چھپا بھی لیا تو کیا فائدہ؟ اس کے عطر کی خوشبو نے تو فضا و ماحول میں پھیل کر مردوں کے جذبات میں ہیجان و حرکت پیدا کر دی۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے، **رسول اللہ**

ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَرْأَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا يَعْنِيْ زَانِيَة

جو عورت عطر لگا کر محفلوں (اور راستوں) **سے گزرتی ہے، وہ ایسی یعنی زانیہ اور آوارہ قسم کی ہے۔**

علما فرماتے ہیں: **عورت پر حج کا سفر اس وقت تک فرض نہیں، جب تک کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔** (اسلامی زندگی)

مسائل

مسئلہ: عورتوں کو نقاب لگا کر بھی سڑکوں اور بازاروں میں گھومنا پھرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اگر چہ اس صورت میں غیر محرم ان کو نہیں دیکھتے، مگر وہ تو غیر محرموں کو دیکھتی ہیں۔ ہاں کسی ضرورت سے اپنی نگاہوں کو اجنبیوں سے بچاتے ہوئے، ڈھیلا ڈھالا نقاب لگا کر۔ جس سے ان کی زینت ظاہر نہ ہو۔ باہر نکل سکتی ہیں۔

لیکن آج کل خواتین جو برقعے استعمال کر رہی ہیں وہ زینت چھپانے کے بجائے، زینت بڑھانے کے کام کر رہے ہیں۔ ایسے نقابوں کو بھی نقاب نہیں کہا جا سکتا۔ افسوس ہے اس طرح کی خواتین کی عقل وفکر پر! کہ وہ زینت سے زینت کو چھپانا چاہتی ہیں۔ بتایئے کیا زری، بیل بوٹوں، پھول پتیوں اور مختلف قسم کے کاموں سے سجے ہوئے نقاب کسی عورت کے حسن و زینت کو چھپا سکتے؟ قطعی نہیں۔ البتہ وہ حسن بڑھانے کا کام ضرور کر رہے ہیں۔

اور شریعت میں حجاب و پردہ نہیں وضع کیا گیا ہے مگر اِخفائے زینت (حسن کو چھپانے) کے لئے۔اے مومن خاتون! بچا اپنے آپ کو جہنم کے شعلوں سے۔ کہ یہ دنیا کی زندگی اور مال ومتاع بہت تھوڑا ہے۔ اور آخرت کی بہتری پرہیز گاروں کے لئے ہے۔ تو اپنے مال اور حسن و جمال سے دھوکا مت کھا، کیوں کہ تیرا یہ مال تجھے اللہ کے عذاب سے ہرگز نہیں بچا پائے گا۔

اے نادان عورت! میں تجھے ڈرار ہا ہوں۔ کیا تیرے نبی نے نہیں فرمایا:

جب میں نے جہنم کو دیکھا، تو اس میں عورتیں زیادہ دیکھیں۔

میں تجھے ڈراتا ہوں۔ کیا تیرے نبی نے نہیں فرمایا عورتوں کے بارے میں اور تو بھی ان میں سے ایک عورت ہے:

اِتَّقُوْ الدُّنْیَا وَ اتَّقُوْا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَاءِ

اے لوگو! دنیا اور اجنبی عورتوں سے بچو۔ بیشک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں سے ہی ہوا تھا۔

یاد رکھ! جب تو دنیا میں چیونٹی اور مچھر کے کاٹنے کی تاب نہیں لاتی، سورج کی معمولی سی تپش سے بے چین و بے قرار ہو جاتی ہے، تو جہنم کے عذاب اور اس کی اس آگ کی تاب کیسے لائے گی، جس میں اگر اونچے پہاڑ ڈالے جائیں تو پگھل کر رہ جائیں؟ سوچ! اور غور کر! کہاں تو، اور کہاں وہ اونچے پہاڑ؟ شرم کر! شرم کر! اللہ

کے نبی سے۔ اگر آج تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی حرام کو چھوڑے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کا بہتر بدلا عطا فرمائے گا۔

اور سن لے تیرا ٹھکانہ آخرت ہی ہے۔ اگر چہ دنیا میں تیری امیدیں کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہوں؟ تو ان زَرق بَرق لباسوں اور برقعوں سے۔جن کو تو نے ہزاروں میں خریدا ہے- کیا چاہتی ہے؟ حالانکہ تو ایک دن نہایت ہی سستے کفن میں لپیٹ کر قبر میں رکھدی جائے گی۔ تو کیا یہ تیری رنگین چادریں تجھے قبر میں نفع دیں گی؟

اے نادان! قبر کی تنہائی اور وحشت کو یاد کر اور باز آجا۔

مسئلہ: جو عورتیں ننگے سر اور گلا، سینہ کھول کر برسرِ عام گھومتی پھرتی ہیں، اور ان کے سرپرست باپ، بھائی، شوہر وغیرہ ان کو ان حرکتوں سے اپنی طاقت بھر نہیں روکتے، تو بیشک وہ سب کے سب دَیُّوث ہیں۔

اس طرح کی عورتوں کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ وہ عورتوں کو قرآن و حدیث کے مطابق پردے پر عمل کرنے کے لئے مجبور کریں۔ اور اگر وہ عریانیت و بے پردگی سے باز نہ آئیں اور اسلام و شریعت پر عمل نہ کریں، تو ان کو مناسب و ضروری تنبیہ و سختی کریں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ - فتاویٰ فیض الرسول)

اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں خواتین اسلام کو لباس اور میک اپ وغیرہ کی زینت کو ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر آہ! آج کہاں پہنچی ہیں اسلام کی شہزادیاں کہ ان کا رب تو انہیں لباس کی زینت کے اظہار سے منع کر رہا ہے مگر یہ

چہرے کے نکھار، سینے کے ابھار اور جسم کے خدوخال کو برسرعام ظاہر کر کے اجنبی مردوں کو دعوت نظارہ دینے کے لئے بے چین ہیں۔ دیکھو تمہارا رب فرماتا ہے:

وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِأَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ

ترجمہ: اورعورتیں اپنے پیروں کو زمین پر اس قدر زور سے نہ رکھیں کہ ان کے چھپا ہوا (زیور وغیرہ کا) **سنگار لوگ جان جائیں۔** (پارہ:۱۸-النور:۳۰)

دیکھو اس آیت کریمہ میں عورتوں کے خالق و مالک نے عورتوں کے لباس اور زیور کی زینت کے اظہار سے منع فرمایا۔ کیونکہ زینت سے واقف ہونے کے بعد انسان فطرتاً اس کی طرف مائل ہوگا۔ اور یہ میلانِ طبع ہی تو ایک بڑا فتنہ ہے۔ آپ غور کریئے! جب شریعت نے پیروں کے زیور کی آواز اجنبی مردوں کو سنانا حرام کر دیا، تو بذات خود عورت کا زرق برق لباس پہن کر سرِ عام پھرنا، اپنی لچکیلی آوازوں کو نامحرموں کے کانوں تک پہنچانا اور بازاروں، مارکیٹوں اور شوروموں میں بے حجاب ہو کر نامحرم دکانداروں سے بات چیت کرنا کس قدر سخت حرام ہوگا؟ اور ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ ان تمام چیزوں سے طبیعت میں فساد اور بدکاری کی طرف میلان زیادہ بڑھتا ہے، جو بڑے بڑے فتنوں کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ لوگ آئے دِن اس طرح کے فتنے اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ ذرا سوچو! جب عورت کو شریعت نے اذان کہنے کی اجازت نہ دی، تو اجنبیوں سے اس طرح کی گفتگو کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

تنبیہ: جن حدیثوں سے عورتوں کا باہر نکلنا ثابت ہوتا ہے، وہ یا تو پردہ فرض ہونے سے پہلے کی ہیں، یا پھر ضرورت سے پردے کے ساتھ نکلنا مراد ہے۔

پتلون اور جینس پینٹ

جب برقعوں اور نقابوں کے ساتھ بھی عورت کا فتنوں کی جگہوں پہ جانا جائز نہیں، تو اب آپ غور کریں، وہ حضرات جو اپنی جوان یا حدشہوت کو پہنچی ہوئی لڑکیوں کو شرٹ، پتلون اور جینس پینٹ پہنانے پر فخر محسوس کرتے ہیں، کیا یہ فتنۂ عظیم نہیں ہے؟ کیا یہ ان بچیوں ں کی ذلت نہیں ہے؟ کیا یہ شریعت کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ کیا یہ اللہ و رسول سے بغاوت نہیں ہے؟ جب کہ ان کا حکم یہ ہے: کہ عورت ایسا لباس استعمال کرے جو اس کے کل بدن کی ستر پوشی کرے۔ اور یہ ٹی شرٹ، چست پتلون اور جینس پینٹ عورت کے جسم کے خد و خال، اس کے جوڑوں اور اس کے ان اعضا کے ابھار کو نمایاں کر رہی ہیں، جن کا شوہر کے علاوہ اجنبی اور محارم مردوں سے چھپانا ضروری ہے، کیا یہ جائز ہوسکتا ہے؟

مسئلہ: عورت شوہر کے سامنے باریک اور چست لباس استعمال کرسکتی ہے۔

ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہو رہیں؟

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہ لَا یَسۡتَجِیۡبُ دُعَاءَ قَوۡمٍ یُلۡبِسُوۡنَ الۡخَلۡخَالَ نِسَاءَہُمۡ

اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جو اپنی عورتوں کو بجنے والے پازیب اور زیورات استعمال کراتے ہیں۔ (تفسیراتِ احمدیہ)

جب عورت کے زیور کی آواز دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بن سکتی ہے، تو خود عورت کی اپنی آواز، اس کا ننگے سر اور ننگے بدن بے حیائی کے ساتھ شاپنگ سینٹروں پر بے جھجک اجنبیوں سے بات کرنا کس قدر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی کو بڑھائے گا۔ عورتوں کو چاہئے خداوند قدوس کے قہر وغضب سے ڈریں۔

تنبیہ: عورت کے لئے ہر اس سامان زینت کا استعمال درست نہیں، جو اس کی پاکی وطہارت کے لئے مانع ہو۔ جیسے نیل پالش وغیرہ۔ اسی طرح سے ہر وہ چیز جو غیر مسلم سے مشابہت پیدا کرے یا خلاف سنت ہو۔ جیسے بال کترانا، ناخن بڑھانا، بھوؤں ترشوانا، بیوٹی پارلر میں فیشل کرانا، بلیچنگ کرانا، بندیا لگانا وغیرہ۔ یہ جملہ امور ایک مومنہ عورت کے لئے درست نہیں۔

خلیفہ دوم کا حکم

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں خواتین نماز پنجگانہ وجمعہ عیدین اور دیگر مجلسوں میں شرکت کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ اسلام بالکل نیا نیا دنیا میں آیا تھا، اسلئے مردوں کی طرح ان کو بھی اسلامی تعلیمات کی ضرورت تھی۔ مگر ان کی شرکت کچھ پابندیوں کے ساتھ تھی۔ لیکن جب سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا، تو آپ نے عورتوں کو مسجد وعیدگاہ میں آنے سے روک دیا۔ عورتوں نے

حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں نیک کاموں سے روک دیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اگر حضور ﷺ بھی اس زمانے کو دیکھتے، تو آپ بھی روک دیتے۔

اب آپ ذرا غور کیجئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ زمانہ کس قدر خیر و برکت کا زمانہ تھا؟ اور آج کا زمانہ کیسا شر و فساد کا زمانہ ہے؟ اس زمانہ میں مرد کتنے پاک طبیعت اور پاکیزہ لوگ تھے؟ اور آج مرد کس قدر فساق و فجار اور آوارہ ہیں؟ اس وقت کی عورتیں کیسی پاکدامن اور حیا و شرم والی تھیں؟ اور آج کی عورتیں کس قدر بے غیرت، بے شرم اور بے باک ہیں؟ تو جب پاکیزہ لوگوں کے بابرکت زمانے میں پاکیزہ خواتین کو مسجد جیسی مقدس جگہ جانے سے روک دیا گیا، تو آج فساق و فجار کے اس پُرآشوب زمانے میں بے باک عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلَاۃُ الْمَرْأَۃِ فِیْ بَیْتِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِہَا فِیْ حُجْرَتِہَا، وَ صَلَاتُہَا فِیْ مَخْدَعِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِہَا فِیْ بَیْتِہَا

عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے صحن میں نماز پڑھنے سے اور اس کا اپنے مخدع (خاص کمرے) میں نماز پڑھنا بہتر ہے عام کمرے میں نماز پڑھنے سے۔ (ابوداؤد- کتاب الصلاۃ- باب التشدید فی ذلک)

اس حدیث میں شارع علیہ السلام نے عورت کو خلوت و تنہائی میں نماز پڑھنے کی کس قدر تاکید سے ہدایت فرمائی اور تکرار کے ساتھ افضلیت کو بیان فرمایا۔ اور اس میں کیا مصلحت ہے؟ ہر عقلمند عورت اس کو سمجھ سکتی ہے۔

سب جانتے ہیں مہینے میں چند دن عورت پر ایسے آتے ہیں، جن میں عورت کو مجبوراً نماز ترک کرنی پڑتی ہے۔ پھر اس سے وہ بات ظاہر ہو جاتی ہے جس کو کوئی حیادار عورت اپنے باپ، بھائی پر ظاہر کرنا پسند نہیں کرتی۔ رحمۃ للعالمین، عورتوں کو عزت عطا کرنے والے مہربان و شفیق نبی ﷺ نے اسی کمزوری کو محسوس فرما کر ہدایت فرما دی کہ تم چھپ کر گوشۂ تنہائی میں نماز پڑھا کرو۔ تا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ تم کب نماز پڑھتی ہو؟ اور کب چھوڑ دیتی ہو؟ کیونکہ ایسا کرنے سے تمہیں خفت و شرمندگی نہیں اٹھانا پڑے گی۔ دیکھا آپ نے ہمارے نبی ﷺ ہماری خواتین کو گھر اور محرموں کے بیچ رہ کر بھی خفت و شرمندگی سے بچانا اور ذلت و احساس کمتری کی پستیوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ پھر بھی الزام یہ کہ اسلام نے عورت کو عزت نہیں دی۔ اللہ ہماری ماں بہنوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

حکیم الامت کے کلام کا خلاصہ

میرے دینی بھائیو! اگر آپ دینی و دنیوی ترقی چاہتے ہو، تو اپنی خواتین کو اسلامی حدود کے اندر زندگی گزارنے کی تاکید کرو۔ قانون قدرت و فطرت کے خلاف ان سے کام مت لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو الگ الگ کام کیلئے بنایا ہے

اور اسی کے حساب سے اس کی طبیعت اور مزاج بنایا ہے۔ ہر چیز سے فطرت کے مطابق کام لینا چاہئے۔ جیسے: ہاتھ پکڑنے کے لئے، پیر چلنے کے لئے ہے اب کوئی نادان ہاتھوں سے چلے اور پیروں سے پکڑے، تو انجام کیا ہوگا؟ ایسے ہی ٹوپی سر پر اور جوتا پیر میں پہننے کے لئے ہوتا ہے، اب کوئی جوتا سر پر باندھ لے اور ٹوپی پاؤں میں پہنے، تو دنیا اس کو پاگل ہی تو کہے گی؟ اور جیسے گلاس پانی پینے اور اُگالدان تھوکنے کے لئے ہے، اب کوئی نادان اگالدان سے پانی پئے اور گلاس میں تھوکے، تو زمانہ کیا کہے گا؟

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی افراد کے دو حصے کئے: ایک عورت دوسرا مرد۔ عورت کو گھر میں رہ کر اندر خانہ گھر بسانے اور سنوارنے کے لئے بنایا ہے۔ اور مرد کو باہر جا کر کمانے اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بنایا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے: **پچاس عورتوں کی کمائی میں وہ برکت نہیں جو ایک مرد کی کمائی میں ہے اور پچاس مردوں سے گھر میں وہ رونق نہیں جو ایک عورت سے ہوتی ہے۔**

رسول اللہ ﷺ نے خود عورت کا دائرۂ عمل متعین فرمایا اور گھر کی ملکہ بنا دیا۔ آپ فرماتے ہیں: **اَلْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ**

عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم وملکہ ہے اور وہی گھریلو معاملات میں جوابدہ ہوگی۔ [بخاری اول-ص: ۷۸۴-**کراهية التطاؤل على الرقيق**]

اسلام نے شوہر کے ذمہ بیوی کا پورا خرچ رکھا ہے لیکن شوہر کا خرچ بیوی

کے ذمہ نہیں رکھا۔ کیونکہ عورت کمانے کے لئے نہیں۔ اس لئے عورتوں کو فطری طور پر وہ چیزیں عطا کی گئیں، جن سے ان کو گھر میں بیٹھنا پڑے، جیسے: بچہ جننا، حیض و نفاس کا آنا، بچوں کو دودھ پلانا وغیرہ۔ آپ بچوں کو دیکھئے، ان میں جو لڑکے ہوں گے وہ بھاگ دوڑ اور اچھل کود والے کھیل پسند کریں گے اور لڑکیاں وہ کھیل پسند کریں گی جن میں بھاگ دوڑ نہ ہو، بلکہ ایک جگہ بیٹھنے والے کھیل کھیلیں گی۔ آپ نے کسی چھوٹی لڑکی کو کبڈی کھیلتے اور بیٹھک لگاتے نہیں دیکھا ہوگا۔

[**كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلىٰ فِطْرَةٍ**] کے تحت جب تک فطرت کے خلاف صحبت اَثر انداز نہ ہو، ہر بچہ اپنی فطرت کے مطابق کام کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لڑکوں کو باہر اور لڑکیوں کو گھر کے اندر رہنے کے لئے پیدا کیا۔ اب جو جدید روشن خیال لوگ عورتوں کو باہر نکالیں یا مردوں کو اندر رہنے کا مشورہ دیں، وہ اسی پاگل کی طرح ہیں جو ٹوپی پاؤں میں اور جوتا سر پر رکھے۔

اور میں تو کہتا ہوں جو لوگ عورتوں کو مردوں کے برابر کرنا اور ہر جگہ ساتھ ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں، تو ان کو چاہئے کہ ایک بچہ اپنی بیوی سے جنیں اور ایک بچہ خود جنیں، تاکہ ہر چیز میں عورتیں ان کے برابر ہو جائیں۔ لیکن اس کے جواب میں وہ کہیں گے کہ یہ چیز فطرت کے خلاف ہے۔ تو پھر ان کو آسانی سے سمجھ لینا چاہئے کہ قدرت نے مرد و عورت دونوں کا علیحدہ علیحدہ دائرۂ عمل متعین فرما دیا ہے۔ اب جو اپنے دائرہ و حدود سے باہر ہوگا، وہ خالق فطرت مولیٰ کا سخت مجرم و نافرمان ہوگا۔

بدکاری کی سزا

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: **ایک دن میں نے نبی کریم ﷺ کو روتے پایا۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: میں نے شب معراج اپنی امت کی چند عورتوں کو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ ان میں سے کچھ اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی تھیں، جن کے منھ میں تارکول کے قطرے ٹپکائے جا رہے تھے۔ یہ وہ عورتیں تھیں جو بلاوجہ اپنا دودھ دوسرے بچوں کو پلایا کرتی تھیں۔ بعض کو دیکھا جو چھاتیوں سے لٹکی تھیں اور ان کے نیچے آگ جل رہی تھی جس سے ان کے بدن پگھل رہے تھے۔ یہ وہ عورتیں تھیں جو اپنا سنگار شوہروں کے علاوہ دوسروں کے لئے کیا کرتی تھیں۔**

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، **نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان زنا میں مبتلا ہوگا، جب وہ قبر میں جائے گا تو دوزخ کی طرف تین سو دروازے کھول دئے جائیں گے، جن سے سانپ، بچھو اور آگ کے شعلے اس پر برسیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **زانی چھ قسم کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے، تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔**

دنیا کے عذاب: (۱) اس کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ (۲) اس کی محتاجی بڑھ جاتی ہے۔ (۳) اس کے چہرے کا نور اڑ جاتا ہے۔

آخرت کے عذاب: (۱) اللہ کی ناراضگی (۲) حساب میں سختی (۳) مدت تک دوزخ میں پڑے رہنا۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **دوزخیوں پر ایک نہایت ہی بدبودار ہوا چلے گی، تو وہ پکاریں گے: اے مولیٰ! اتنی بدبودار گندی ہوا، تو آج تک نہیں دیکھی۔ تو ان سے کہا جائے گا: یہ زانیوں کی بدبو ہے۔** (نزہۃ المجالس)

اے میرے دینی بھائیو اور بہنو! اگر تم دنیا و آخرت کی سخت سزاؤں سے بچنا چاہتے ہو، تو اپنی زبان، نظر، شرم گاہ کو ہر طرح کی بدکاری سے بچا کر اپنے معاشرے کو پاکیزہ بناؤ۔ تم دوسروں کی عورتوں کی عفت و پاکدامنی کا خیال رکھو، دوسرے تمہاری خواتین کی عصمت و پاکیزگی کا خیال رکھیں گے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں: **لوگو! تم دوسروں کی عورتوں کے ساتھ عفت اختیار کرو، لوگ تمہاری عورتوں کے ساتھ بھی عفت و عصمت کا معاملہ کریں گے۔**

یعنی تم دوسروں کی خواتین کو ماں، بہن، بیٹی تصور کرو، لوگ تمہاری عوتوں کو ماں، بہن، بیٹی تصور کریں گے۔

لعنت کن پر؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، **رسول اللہ** ﷺ **نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر لعنت فرمائی، جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے اور اس مرد پر لعنت فرمائی، جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔** (الکبائر)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا، تو پایا کہ عورتیں وہاں زیادہ ہیں۔

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں: میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ (کتاب الکبائر)

حضرت عمار ابن یاسر فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے اپنی آبرو کے سلسلے میں خیانت کرتی ہے، امت کا آدھا عذاب اسی پر ہوگا۔ (نزہۃ المجالس)

دَیُّوث کون؟

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے۔ (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) دَیُّوث (۳) مردوں کی شکل بنانے والی عورتیں

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں: تین قسم کے لوگوں پہ اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے۔ (۱) شراب بنانے والا (۲) شراب پینے والا (۳) دیُّوث: جو اپنے گھر میں بے حیائی کو جگہ دیتا ہے۔ (کتاب الکبائر)

ہمارے وہ اسلامی بھائی اور گھروں کے سرپرست غور کریں، جن کے گھروں میں ہر طرح کے اجنبیوں کو آنے جانے کی کھلی ہوئی چھوٹ ہے۔ جن کے گھروں کی عورتیں اور لڑکیاں اجنبیوں سے بات چیت، ہنسی مذاق کرتی ہیں اور یہ

سرپرست خاموش تماشائی بنے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے گھروں میں ویڈیو، ٹیلیویژن کو جگہ دی ہے، کیا انہوں نے اپنے گھروں میں بے حیائی اور بے غیرتی کے سامان مہیا کئے یا نہیں؟ یقیناً کئے ہیں، تو انہوں نے اپنے اختیار سے اپنے گھر میں خبث و بے حیائی کو باقی رکھا ہے۔ اور جو مرد خبث و بے حیائی کو اپنے اختیار سے برقرار رکھے، وہی دیوث ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں کی روشنی میں دیوث پر جنت حرام ہے۔ اے لوگو! اپنے اعمال کا محاسبہ کرو۔

حدیث عبرت

اللہ عزوجل کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: **حَاسِبُوا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا**
اس سے پہلے کہ تم سے (قبر اور میدان حشر میں) **حساب لیا جائے،** (اپنی زندگی میں) **اپنا محاسبہ کرلو۔**

اے لوگو! موت تم پر اچانک حملہ کرنے والی ہے۔ تنگ و تاریک اور تنہائی کے گھر میں منتقل کرنے والی ہے۔ تمہیں گزرے لوگوں کے ساتھ ملانے والی ہے۔ جو کچھ تم نے جمع کیا ہے، اس سے تم کو جدا کرنے والی ہے۔ یہ دولت کی کثرت اور نوکروں کی فوج تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔ جو کچھ تم نے کمایا اور جمع کیا، اس کی مٹھاس جانے والی ہے۔ جو تم نے دوسروں کے حقوق مارے ہیں، ان کی کڑواہٹ تمہارے ذمہ باقی رہے گی۔ تمہارے گناہوں نے تمہارے نامۂ اعمال کو سیاہ کردیا ہے۔ گناہوں کی کثرت نے تمہاری نیکیوں کے پلّے کو ہلکا کردیا ہے۔

اے حسین وخوبرُ وعورتو! کیا تم نے نہ دیکھا، کتنی دلہنیں شبِ عروسی سے پہلے قبر میں جا پہنچیں؟ اے حسین وخوبرونوجوانو! کیا تم نے نہ دیکھا، کتنے خوشحال لوگوں کو کفنوں میں لپیٹ کر قبروں میں دبا دیا گیا؟ اے غافل انسانو! تم اپنے نفس کی خواہش اور شہوت سے چھٹکارہ پانے کے لئے کب بیدار ہو گے؟ دوسروں کی بربادی و بدحالی سے کب عبرت حاصل کرو گے؟ کہاں ہیں اعلیٰ سواریوں پر چلنے والے قیصر وکسریٰ؟ کہاں ہیں خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود وفرعون؟ کہاں ہیں عیش وعشرت میں زندگی بسر کرنے والے وقت کے بادشاہ اور نواب؟ لونڈیوں، باندیوں، ہرنیوں اور کتوں سے کھیلنے والے کہاں چھپ گئے؟ تیوری چڑھا کر بات کرنے والے متکبر کہاں گئے؟

وسیع وکشادہ محلوں کے عادی کہاں ہیں؟ زمانہ کہے گا: تنگ قبروں میں بند کر دیئے گئے۔ اپنے اعلیٰ لباسوں میں تکبر کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ دنیا کہے گی: قبر کی مٹی میں لباس سے خالی پڑے ہیں۔ بیوی بچوں کی محبت میں امیدوں کی کثرت سے اپنی موت سے غافل لوگ کہاں ہیں؟ جواب ملے گا: لذتوں کو توڑنے والی موت کے ہاتھ انہیں اٹھالے گئے۔

اگر آپ دنیا کے مکروفریب سے آگاہ اور اپنے نفس کی مکاریوں سے واقف ہو گئے ہیں، تو آپ کو چاہئے کہ انہیں جھڑک دو۔ جس کا آنا یقینی ہے، اسے یاد کرو۔ جس طرف جانا یقینی ہے اس کی تیاری کرو۔ سلامتی اور ہمیشہ کے گھر کی

طرف جانے کے لئے اپنی لذتوں، خواہشوں، بے حیائیوں اور نافرمانیوں کے جنگل سے نکل کر اللہ ورسول کی اطاعت کی طرف دوڑو: **فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ** (نیکیوں میں سبقت کرو) **فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ** (اللہ کی طرف بھاگو)

غافل بندو! ہوش میں آؤ رحمت کی آغوش میں آؤ

تمت بالخیر

****

❑❑❑

تحفہ عرس نوری رضوی

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ناشر
جماعت مصطفیٰ
تبلیغی تعلیمی سوسائٹی صدر دفتر جامعہ فاطمہ
جلال نگر شاہجہاں پور (یوپی) فون نمبر 05842-229898
Mobile : 09454239266, alimohdtalib@rocketmail.com

Printed & Designed : **JAAM-E-NOOR PRINTING AGENCY,** Delhi-6, Ph.: 011-23281418, 9313783691